حضرات اہل سنہ

تحفۂ محمدیہ

مطبع دکن ریویو

دار

برس بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہہ کار خیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھینگے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میان جوہر صاحب برانہ مانیئے سیّد اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہہ کچھ بیجا نہین ہے پہلا قول مشہور یہہ ہے کہ سیّد سنّی نباشد اور آپ شیعہ سے سنّی ہوگئے تو سیّد ہی کجا۔ دوسرے شیعون کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہہ قیاس صحیح ہے تو آپ کے والد ماجد یا سوائی متصرف اسلئے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح سعبولہ اہل سنت مین وارد ہے۔ جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا کہا گالیان دین اُس پر خدا کی لعنت ہے۔ پس آپ نے شیعون مین اپنے مان باپ یا آقا کو مستثنے نہین کیا اور عموماً سب کو سور دلعن وطعن کیا جن مین آپ کے باپ بھی مین تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ مین ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کردیا ہو اسی لئے آپ نے اِس رسالہ مین اُن کو باپ نہین لکھا۔ خیر باپ نے تو یہہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہو کر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا پوت کپوت کہین کا نرہا۔

اور آپ نے محمد ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو برا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کرلیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ ان کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہین آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردۂ اختفا مین ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعونکو ناسزا اور برا کہا ہے حضرت علیؑ کو بھی تو نہین چھوڑا اور لفاظی و لسّانی سے جو دل مین تھا زبان پر آیا اور لکھہ مارا مثل ماسنیت کو خاک مین ملانے والی مع خلافت مین اپنے بھائیون کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کم ہمت بے جرات وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل مین آپ حضرت علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی مناظرہ کا یہہ داب نہین ہے نہ یہہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے فرقے مین شامل ہوگئے ہین مگر کسی وجہ خاص سے سنت جماعت کا باریک برقع اپنے چہرہ پر ڈال رکھا ہے مخبر صادق عالم علم لدنی علیؑ ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد فی آخر عبیدی کو سنکر آپ کی عداوت پیدا ہوئی الحمدللہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہو گئی بالطمع حطام دنیاوی کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے مین کچھ انعام و جاگیر کے طالب ہین کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا عجب کہ اسی کی اولاد و احفاد مین کسی نے آپ سے فرمایش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ اُس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شیبہ ہے مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علیؑ کھلانے کا شوق

ز حضرت ابتو آپ علیؑ کو چھوڑ دیئے اور سیّد کا نام نہ لیجیے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے والے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جنہوں نے آپ نے روغنِ قاز ملکر خواہ خواہ جوھر دار کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلایئے۔ لیس جوہر عمر و بکر زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر شاید جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیئے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔ رہا سیّد ہونا دو علت سے خالی نہین یا فاطمی یا علوی سو آپ نے علیؑ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا امورِ دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اسنیت کو خاک مین ملانے والے ٹھہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابوبکر نے دین جاری کیا اور رسالتِ محمدی کی آبرو رکھلی۔ پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا دین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس ان کو چھوڑیئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑیئے چلیئے وقفہ تمام ہوا۔

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہو گئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابتہ اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الھدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عذر ہم نے اس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے عینہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہے اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے ہان

عالم اور اہل علم سو اُن کو جوہر صاحب کی لیاقتِ علمی و قرآن و حدیث و تواریخ ست بے
بہرہ ہونا ظاہر ہو گیا ہوگا وہ ایسی پوچ و لچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم
نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دہوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے
سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام
نجم الہُدیٰ سے اِس رسالہ کو موسوم کیا ہی۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین
اگر ہی تو کونسی اور کہان ہی۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ حدیث بخاری او مسلم مین ابو سعید سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ سب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے
مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابو بکر ہی۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو
جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت
ہمارے اُس کے درمیان ہی۔

ترجمہ حدیث مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کر دیئے جاوین مگر ابو بکر
کا دروازہ کہلا رہنے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو
حضرت نے وفات کے قریب بند کروا دیئے صرف ابو بکر کا دروازہ کہلا رہا اِس حدیث
سے ابو بکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اِس مین صاف اشارہ کیا اُن
کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے
روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بنا بر عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؑ ۲ حدیث ترمذی مین عبد اللہ ابن عمر
سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ
کرایا پھر علیؑ آئے اُس حال مین کہ آپ کی انکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسول
خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین اور کسی مین دینی بھائی کی
نسبت نہ کرائی ۔ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو۔
۳ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک بھنا ہوا
ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بار خدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت
محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ
کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا ۔
۴ ۔ ترمذی مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے غزوہ طائف کے دن
حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ
حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی ۔ آنحضرت نے فرمایا
مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی ۔
۵ ۔ امام احمد حضرت امّ سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسولؐ
خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زاید قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے
جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر
بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتین کین پھر
اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسولؐ خدا کی آخر
زمانے مین سب سے زائد قریب تھے ۔ ۶ ۔ ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت

کہ رسولؐ خدا نے علیؓ سے فرمایا. اے علیؓ جسے جنابت پہونچے اور نہانے کی حاجت ہو
اُسے اِس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا
اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ
مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۔ بخاری و مسلم مین
سہیل ابن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا مین کل
اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھون
سے اللہ تعالی قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسولؐ خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا
اور رسولؐ دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبولہ فریقین یہہ قصہ ہے کہ پہلے
دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھاکر واپس آئے دوسرے
دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہین ہوا
اور واپس آئے تب رسولؐ خدا نے تیسرے روز حضرت علیؓ کو نشان دیکر بھیجا ۔ اُنھون نے
فتح پائی ۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے
تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علی کی برابر
کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑہنے کی اجازت مانگی آپنے اُنہین
پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبرئیل ظاہر ہو کر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ
تھی اور مسلمان نبیؐ مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار
نہین اور علیؓ کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸ ۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؓ کا دروازہ
جانب مسجد کھلا رہا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے ۔ مگر اس مین کوئی فضیلت
نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا ۔ اب اہل بصیرت غور سے شنین

سرسری نگاہ سے دیکھین کہ ان حدیثون مین کیا لطف ہی اور وہ حدیث جو ہری حسن مین
خلافت ابوبکر کا ادعا ہی کیلئے کہتے ہین۔ جز این نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا
اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسول خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے
مگر نہین بنایا۔ لیکن حدیث نمبر ۲ مر فضائل حضرت علی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
نے علیؑ کو دین و دنیا دونون مین اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منھ دیکھتے ہی رہ گئے
وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے
خلافت مین پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث
کے بھروسے پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہ اصل ہی رہا دروازہ جا.
مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی
خود مسلم و بخاری گواہ ہین تو نیز اس امر مین حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلین۔ مگر حدیث نمبر ۶
مین درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسول خدا و علیؑ مرتضی کسی کو مجال داخل ہونے
مسجد نبوی کی نہ تھی البتہ یہ ایک خاص بات ہی کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونون
معصوم جرایم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھین کو خانۂ خدا مین حالت جنب مین بھی دخل کی اجازت
تھی کیونکہ یہ حضرات ہر حالت مین پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اوراجاس وانجاس کہ اُن کا مسجد
نبوی مین داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہین۔ مثل بنی اُمیہ جن کے حق
مین آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہی۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انما یرید اللہ الخ انھین پنجتن
کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا
اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُم
سلمہؓ ازواج نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتین موجود ہین کہ یہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

معہ علی فاطمہ حسن حسین کو اپنی عبا میں ایک جا کرکے خدا سے دعا کی کہ الہی یہہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہیں حضرت ام سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں ۔ اب فرمائیے کیا عذر ہے اگر کہو ام سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانوگے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں ہماری ماں ہیں واجب التعظیم ۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علی مرتضیٰ تمام مخلوق پر ملاحظہ کیجیے رسول خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبی میں جو معاملہ پیش آیا حضرت اُم سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہیں ۔

حدیث نمبر ۷ میں آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ خدا اور رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے ۔

حدیث نمبر ۴ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا ۔ و حدیث نمبر ۱ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے

شعر
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ناکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کیا جوہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی میں بعد البشر قین فرمائینگے کچھ تو شرم چاہئیے اسکا انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں وہ خود سمجھ لیں بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا ۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی اب

انسان اگر با غوائے شیطانی ٹیڑہی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّتِ محمدی مرحومہ کہی گئی ہی اس لئے کہ دنیا مین اس امت پر مثل اور اُمتون کے عذاب و عقاب نہین ہے ورنہ ان نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکھایا جاتا نیز قیامت قریب ہی بمصرعہ ہم دور مین نہ وہ قیامت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نپاوے تو ابوبکر کے پاس آئیو یہہ حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن **ف** یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا۔ علما نے کہا ہی کہ اس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی بلفظہ

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہی نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہی کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھے فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے ہین پھر آئیو۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بھلا بتلایئے تو سہی کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑہایا گیا ہی یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار نہانی کو تاڑ لیا گیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھی کہ رسولِ خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے۔ عورت کون تھی کس مُلک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے یا چاہی ہی جو اُس وقت آپ سے نہ ہوسکا اور ابوبکر کی خلافت
کا مژدہ سنایا۔ ہان یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہو کہ اگر آپ
نہ ملین تو کیا کرون یعنی سمجہ مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جاوٴ تب مین آؤن آپنے
فرمادیا ہوگا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی
سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا
جو مین کرتا ہون وہی ابوبکر کرے گا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا
جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافت ابوبکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین
کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص
محروم ہی نہین رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسول سے ممکن نہ
ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبی اللہ
سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نہ دین اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھ
قضیۂ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی مایحتاج کی سائل تھی تو آپ
فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھ دلا دیا ہوگا اور
کوئی مطلب اس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہی بمقابلہ حدیث فضیلت علی مرتضے
جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہی ایسی بے سروپا حدیثین خود ساختہ نقض خلافت مین پیش کیجاتی
ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہر اوّل جس سے عقل مراد ہی کس خم افلاطون مین بند کر دیا
گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہے جس کی رو سے آپ کے
علمانے ابوبکر کو بحکم رسول خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے
علما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہی کہ اہل سنت اجماع کے قائل ہین اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنّت کا اتفاق ہے اب مدّت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کیا
اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب
کی بھی خبر نہیں اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو علانیہ
دشمن خدا و رسولؐ و اہل بیت اطہار ہیں یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہیں اور
خدا و رسولؐ کے بھی دشمن ہیں اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبداللہ بن خطب سے
روایت کرتے ہیں ترمذی میں کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ میں فرمایا
ای لوگو میں تمہیں اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی
وصیت کرتا ہوں جو کنبہ میں سب سے زاید قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہیں رکھتا مگر کامل
مومن اور دشمنی نہیں رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست
رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت
رکھے گا اُسے خدائے تعالے دوزخ میں داخل کرے گا ملتقطہ یہ حدیث اہل سنّت کے
راویوں نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن
نہیں۔

اب فرمایئے رسولؐ خدا کی وصیّت کی بجا آوری اُنھیں الفاظ و کلمات ناملائم سے
پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الھدیٰ** میں حضرت علیؑ کی شان میں
نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسّانی سے درج کئے ہیں۔ اور اسی پر کیا منحصر ہے ابھی
تو آپ اس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہیں بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے
خبر دینے والے ہیں یعنی اپنے بھائیوں کو جیسا آپنے آخر رسالہ میں وعدہ کیا ہے۔ مگر ہم آپ
کا عیلہ زاں لنہ ہے آپ ہی کہتے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے بھائیوں کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہی شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنّی لوگ یہہ نہ کہین کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہہ لوگ بھی اِن گروہ ملاعنہ کو کافر سمجھتے ہین لیکن خوب یاد رکھیے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہین جن کا حدیث مذکورہ بالا مین ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہین وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے۔ اب یہہ دو حدیثین نص خلافت ابوبکر مین آپ پیش کرتے ہین۔

حدیث بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کرین پھر مین نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالے اُسکی خلافت سے نہ مانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یون فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نہ مانین گے مومنین۔

حدیث بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ آرزو کرنے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ مین لائق تر ہون خلافت کا اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔

یہہ دونون حدیثین جن کی راوی حضرت عائشہ ہین عجب خلجان پیدا کرتے ہین۔ پہلی حدیث مین (کہ مین کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون) لکھا ہے۔ دوسری مین (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا - پہلی مین (اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ -

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین - رسول خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی معرفت نہ بلایا - اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا - اُنھون نے تعمیل نہ کی - رسول خدا کا ارادہ اور حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے - پہلی حدیث مین معلوم نہین ابوبکر یا عبدالرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابوبکر و عبدالرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبدالرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا - یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسول خدا کا کلام جو ہر حال و قال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا - رسول خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے بھی فرماوین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرماوین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے - یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لا اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑ آگیا - معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسول مقبول جن کا ہر ہر کلمہ و کلام ایسے اُمور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک و شبہہ ایسا ہی تھا -

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونون حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانہ قبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے درد سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے سر اسر نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری سوت) ای عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مر جاؤنگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپنے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو جانے دو میرے درد سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی نبیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی۔

یہ حدیث ایک کہانی دردسر کی ہی جیسا زن وشوکے درمیان کلمات مزاح ہوا کرتے ہین اس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ یہہ دردسر کی خبر ہو مگر آگے صدیقیہ کا جوڑ و پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردسر کی شکایتین کہان ولیعہدی و خلافت کی روایتین یہ بنڈا کیا ہی اور غزم کیا ہی۔

مگر ہان اس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ ارباب نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عایشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزار ہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہ سے بہے گا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگے۔ ہان خوب یاد آیا عہدہ خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھ کر خود بھی تو مدعی بحیلہ خون عثمان خلافت کی ہوئین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اُس کے قایم مقام ہوئین کیونکہ رسول خدا کا قول صادق ہونا چاہیئے بھائی نہ سہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مر جاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب ہی اہل سنت کی عقل وفہم پر کہ باوجود تصدیق رسول خدا عایشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی اُن کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے سنرلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت کے وقت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم و اہلبیت

ابوبکر کی بیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہلِ بیت کو اِس کام کے لیے مختص کیا۔
پس یہہ حدیث مرض الموت میں بجز حضرت عائشہ کے اہلِ بیت میں سے کسی نے رسول خدا سے نہیں سنی ورنہ بنی ہاشم میں بیعت ابوبکر میں اختلاف نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔
اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھیں تو پھر حضرت عائشہ نے کیوں دونوں کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص انھیں کے باپ و بھائی کے لیے بلوائے بے دو دھا ضروری بلاکر سند لکھوا لینی تھی۔
اوّل حدیث میں تو آنحضرت نے یہہ فرماکر ٹال دیا تھا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونوں کو بُلا بھیجوں اور ولیعہد کروں پھر میں نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلیں گے یعنی اِس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث میں تو صاف آپ نے فرمادیا کہ دونوں کو بلا لا میں نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدوں پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہیں بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور حق شناسی سے بسا بعید ہے کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سندِ خلافت سے محروم رکھا یہہ جائیکہ بہ دیگران۔
ہاں یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر ہاں نہیں صحابیوں میں برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت بہ ہو مگر نہیں ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یاروں کا تھا اگر ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آن واحد میں حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیتے۔

پس بات یہہ ہو کہ آنحضرت نے نہ یہہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گھٹنے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر مین خلیفہ مقرر کیا تھا یان وسیع بلا خار وخس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کامون کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ غلغلہ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے امیر ہو مہاجر دعویٰ کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ نبی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے اِن کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہی۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سنی فاضل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہی رباعی

انچہ گویند عائشہ در فضل	بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور	رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل و قال کی اور لوگون کو سمجھایا بُجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگون کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام مین یار غار ہین جماعت کے امام ہین چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہہ حدیثین نص خلافت کی جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی تو کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اُتنی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اِس قدر بحث تو بعد بحث طول و فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب آمنا و صدقنا کہ کر خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں مشغول نہ ہوئے تو ہم بھی اُنھین کی تقلید کرتے ہین اور زیارت کو نہین جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث مین تم نے لکھا دیکھا ہے کہ ہنگامہ خلافت مین ایک بھی حدیث اِن حدیثون سے خلافت نصی ابوبکر مین پیش کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجیے حضرت عمر نے پہلے ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اُس روز چند اور آدمیون نے شرف بیعت حاصل کیا اور یہی ادھیڑ بن مین مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے گرداگرد جمع ہو کر چاہتے ہین کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دین۔ سبحان اللہ خلافت کے لئے یہہ مجمع یہہ کوششین یہہ کاوشین یہہ ہنگامہ یہہ دار و گیر اور رسول اللہ کے دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا قریب با قلب صد چاک و دل اندوہناک نالان و گریان تجہیز و تکفین مین مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اُس اُمت کی دنیا طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بےغسل و دفن چھوڑ کر حسب جاہ و مناصب کیوا سطے جابجا مجمع کرتے پھرے اور قایم سقافی کی ہو ہمین خدا اور رسول خدا کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حُبّ دنیا داشتند — مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیون جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیۂ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت بدین اسلام کم معرفت اپنے رسول مقبول کی کل اُمت کے لئے مژدہ سُنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا و رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ھذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادہر رسول خدا کی روح مقدس علیین میں داخل ہو ادھر دوڑ دہوپ کر کے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔

آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائینگے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرنیکی کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اسی وعدہ خدا پر مستحکم ہو کر نیکے ثابت قدم رہتے ہزار شور وشر ہوتا پروانہ کرتے۔

پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے سوزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہ باتیں کیوں ہونیں وہاں تو یہ خیال تھا کہ اگر نبی ہاشم و داخل بیعت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہو گا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم سوچ کے سوچ رہ جاینگے یہ وقت غنیمت ہے اسے ہاتھ سے نہ دو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہو گئی تو پھر بھیڑ یا دھسان امی و جاہل لوگ لپک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہو گئے یہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائین چھاگئین اور خاص سے عام بیعت کی نوبت
پہونچی مگر بنی ہاشم اُسی بات پر اَڑے رہے جو بروز خم غدیر رسول خدا سے سن چکے تھے
اب تیسری حدیث جو تیری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سفتر تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتون کی طرح
ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑھاوے
یہہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جس مین انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہو ابوبکر سے لوگون کو نماز پڑھاوے
مین نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا رونے
لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے۔ عمرؓ کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے حضرتؐ نے
فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگون کو پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات
مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی مین
صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تاج و تخت دلیوے اور یہہ
علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثین حضرت نے خلافت
صدیق کی بابت فرمائی ہین بطور پیشین گوئی جو مخل شوری نہین ہین۔

جواب یا اللہ عورتون کے کید عظیم سے اپنی پناہ مین رکھ۔

جتنی حدیثین خلافت ابوبکر کی بابت آنحضرتؐ نے فرمائین سب کی سب حضرت
عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہین اور کسی کو کانون کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اِس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی۔ مگر صرف عائشہ ہی کے قول
سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی۔ بس تعجب تو یہہ
ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمارداری بنی ہاشم و اہل بیت
اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ اُن تیمار
دارون مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس
وغیرہما ہر وقت و ہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت
جو کچھ فرماتے عائشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی
موجود ہی رہتے مگر انھین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بُلا لا اپنے باپ ابو بکر
اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابو بکر
سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑھاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو
بھیجکر بلواتے یا ابو بکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین
بیٹھنے کا تھا اُن کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جائے آتے تھے
تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی، مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم
و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے
کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبوی مین
وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما
دیا کہ تم زنان یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو۔ اب اہل انصاف ملاحظہ
فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یوسف
کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قید خانہ میں ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھیں مکّار عورتوں کی وجہ سے بارہ۱۲ برس قید خانہ میں رہے۔ ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان عورتوں کے حق میں فرمایا ہے اِس سے ازواجِ نبیؐ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ اُن کے مدارج رفیع ہیں۔ مگر اِس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی میں ہمہ صفت موصوف ہیں۔ پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرتِ عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیوں محروم رہیں اگر باپ کی صدیقت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق ہیں اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئیے۔

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اہلِ سنت کی روایتوں میں ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر یہ کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے۔

سنئے جوہری صاحب امامت نماز میں آپ کو یہ کد و کوشش کیوں ہے اور منصب عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے اِسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہیں اور خواہ مخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہے آپ اہل سنت کے حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل نادان و ناسمجھ ہین اور خدائے عز وجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین۔
خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ حسب رسم و رواج اہل سنت زید و بکر کسی کی تخصیص نہین۔ اسی لیے اہل سنت نے زمانہ سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہین لگائی۔ دھنا۔ جولاہہ۔ کنجڑا۔ قصائی۔ جب دو سورتین یاد ہوں اُس کے پیچھے نماز پڑھ لی کیونکہ خدا نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔
رہا رسول خدا کا فعل دیکھو صحیح مسلم و بخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبد الرحمن بن عوف رسول خدا کی صحت و سلامتی و موجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسول خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور کچھ مضائقہ نہ کیا۔
اب فرمایئے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا اور عہدۂ خاص و تاج و تخت خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبد الرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہین گے ایام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اس کا اعتبار نہین۔ بہتر اسی مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابو داؤد مین عبد اللہ ابن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑھاوے۔ مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے تھے کھڑے ہو جیئے لوگون کو نماز پڑھایئے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں وہ نماز پڑہائیں
یہہ امامت و جماعت اللہ و مسلمانوں کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھر
الٹ کر پڑہائی۔

اب غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے
جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھ دیتے ہیں فقال مروا من یصلی للناس جس میں کسی کو
شبہہ نہ ہے کہ ترجمہ ٹھیک نہیں جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی
امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض میں سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ
نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہوں کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور
کثیر البکا دہیمی آواز کے آدمی تھے غیر انھوں نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا الٹ دیا اور از
سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا
میں کسی کی قید نہیں پہلے آپ نے بھی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہا دے مگر صرف عمر
کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف
پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانوں کو یہہ امامت ناپسند ہے
جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی الٹ دی گئی مگر تمکو
آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے
نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چپ کے پیچھے کھسک آئے اور
کچھ نہ بولے کیونکہ انھیں ایام شدت مرض میں آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت
دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث
قرطاس صحیح مسلم و بخاری میں مگر یہاں تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہتے وہان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؓ کی خلافت مقصود تھی ۔کیون
جوہری صاحب یہی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر صدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر
خلیفہ ہوئے ۔کچھ تو خدا اور رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائیے ۔کیون جاہلون
کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سنینگے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِم وَعَلٰی سَمعِہِم وَعَلٰی
اَبصَارِہِم غِشَاوَۃٌ ۔یہ جو حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سر و پا نہ
عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر ۔ اسم موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئے
ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تہا ۔ سر سید احمد خان محقق بمال نے تنقید بات احمدیہ
مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت
تک پہونچتا ہو یہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین ۔ سر سید احمد خان شیعہ تو
ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہ فقرہ لکھا ہوگا ۔

اب آپنے حضرت علیؓ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک اپکی لفاظی ولسانی اور زبان درازی
کو وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے ۔مگر یاد رکھیے چاند کی طرف ہزار خاک اڑائیے
وہی چاند ہے بلکہ خاک اڑانے والا خود ہی اُس خاک سے اٹ جائے گا ۔لوگون کی نظرون مین
گرد و غبار کا پتلہ نظر آئے گا ۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل
کو ترجیح دینا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا
تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر مارین اور جھوٹی باتین بنائین تو
کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ۔۔۔ اگر کس تُف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین ۔ اسی ضمن مین اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جنپر اصل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صد ہا آتین ہزار ہا حدیثون سے صاف صریح خلافت حقہ بلا فصل جناب امیرؑ استدلال ہے یعنی وارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھونکو چکاچوند کر رکھا ہے مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین وہی ہمارے مدعا کو کافی ہین پہلی حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہے کہ جب رسول خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولؐ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری شکایت رسول خدا سے کی اور کہا یا رسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے تشفی فرمائی اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی راضی نہین ہوتا ہے تو یہہ کہ ہو تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر تحقیق شان یہہ ہے کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر سجھتے

سے کے وقت سعید پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیئے۔

جواب - ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسول خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تادم حیات حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسول خداؐ کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسولؐ خدا کے نبی کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلا فصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات [illegible] میں شریک فی النبوت

وخلیفہ حامی و مددگار معاون وجان نثار ایسا ہی جناب امیرؑ پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیرؑ کو رسول خدا کے ساتھ یکجہتی و برادری تھی۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ ترمذی علیؑ مجھسے ہے اور مین علیؑ سے۔ پھر اب مغائرت کہا جیسا حضرت موسیٰؑ کی واپسی پر حضرت ہارونؑ نبی و خلیفہ رہے ویسا ہی جناب امیر بھی بعد معاودت رسولؐ خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت مثل حضرت ہارونؑ کے مزید بران کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہین کیا پس وہی مرتبہ جناب امیرؑ کا حیات رسولؐ خدا مین رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسےؑ کے زمانہ مین ورنہ یہہ تشبیہہ ہی بے سود و بیکار ہوتی ہے۔

سوال - آپ کہتے ہین اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا دامادہی کو سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیرؑ کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتا۔

جواب - ہم کہتے ہین یہہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ حدیث مین منزلت ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ چہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل امت موسوی کے خلیفہ وجانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی۔ اور یہہ عین دلیل خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ ❊

ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ سبھی اعزا و اقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول اہل سنت اہلبیت مین داخل سمجھے جا سکتے قابلیت رکھتے ہین مثل جناب عثمان داماد رسولؐ خدا جناب ابوبکر و عمر جنکے داماد رسولؐ خدا تھے حضر عباس عبداللہ وفضل رسولؐ خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ ۔ پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی
کہ آپ ہی کو یہہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہوگی کیونکہ حدیثین روایتین
تاریخین فریقین کی شاہد حال ہین کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تا دم آخر نہ کسی کو خطاب
ہارونی بلا نہ غیر حاضری رسول خدا مین کُل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارون
کے ۔ وجہ قوی تر یہہ ہے کہ خدا و رسول خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیر رسول خدا کے
خلیفہ برحق حیات رسول خدا مین ہی علی الاعلان مقرر کئے جائین تاکہ بعد ممات رسول خدا
کسی کو مجال چون وچرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت
امیر کو مدینہ مین رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پہنایا اور اپنا خلیفہ
و جانشین وولیعہد بنایا کیونکہ یہہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ آنحضرت
کسی معرکہ جنگ مین تشریف لیگئے ہون اور جناب امیر ساتھ نہ ہون اور مدینہ مین
رہگئے ہون ۔ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیون نہ ہون جبکہ خداوند عالم
نے قلع وقمع کفار نابکار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار بدیہ خدا و رسول مختار
پر منحصر کردیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیل وکیل رب جلیل باآواز بلند کہہ رہے
تھے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار ۵ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی سوجود
سُن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۔ مندرجہ رسالہ ہذا شاید آپ کہین کہ ہی
غزوہ تبوک مین جناب امیر ہمراہ نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی
عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی ۔

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی اِدہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ
لڑائی ہوئی نہ جھگڑا ۔ رسول خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسولؐ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا
مصلحت خدا اور رسولؐ ہی تھی۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات
حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا
مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے
قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی
روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہ صحیح
و سالم دشمنانِ خدا اور رسولؐ کی سرکوبی و کفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے
اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوت موسیٰؑ تھے یہ بھی حیات
رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت
کالب بن یوقنا بلا فصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسویؑ سے محروم رہے
مگر جبکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد
کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو امت موسویؑ کے خلیفہ و سردار ضرور
ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور
سرزد ہوا کہ رسالت محمدیؐ میں تا حیات شریک فے النبوت و خلیفہ رہ کر
بعد حیات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت
بلا فصل سے محروم کیے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لانبی بعدی) فرمایا ہی (لاخلافت بعدی) نہین ارشاد کیا۔ رسول خدا کو حضرت ہارونؑ کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات مین اُن کا ارتحال ہوا گر تشبیہ اُنھین سے دی جو شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات مین شریک فی النبوت اور اپنی غیبت مین خلیفہ و جانشین برحق بنائین اُسے بعد وفات رسول کے اُمت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بیکار کردے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گوئن کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس صد ہزار افسوس۔

سوال۔ آپ کہتے ہین حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان۔ جب ان جملہ مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلافصل ہو سکتے تھے۔

جواب ہم کہتے ہین یہہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہتے تھا۔ آپ کے صدیق اکبر یعسوب دین نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ مین حضرت ہارونؑ کے مراتب مین سے ایک بھی نہین ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہین اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہین جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہی۔ اسے آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو برس [۱۳] بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہونگے وہ شیعون سے پوچھ لینگے۔ اب ہم سے سنئے۔ یہہ حدیث مخبر صادق کی ہی جن کا ہر کلام وحی الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے۔ وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہہ رسول خدا کے چچازاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر و جان نثار رہا بس آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونون کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی سند رجہٗ رسالہ ہذا - اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث مین بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ مثل وغیرہ -

اور نبوت مین شریک ہونا بھی مثل حضرت ہارونؑ کے -

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے - اور یہ خدا کی دین ہے اس مین کسی کا اجارہ نہین ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال ۔۔۔ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

عمر مین کلان و خورد ہونا یہ کیا بات ہے یہان مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا - حضرت موسیٰ صاحب شریعت رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخین و روایتین دیکھو تو معلوم ہو - حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ات لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخون روایتون سے چھان بین کر کے لکھا ہے -

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہین اعجاز قرآنیہ مین لکھتے ہین کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت مین بڑھے ہوئے ہین اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتین لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہین رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہین اور بہت سی روایتین صدہا حدیثین حضرت علی کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہین۔ مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ حدیث بقبولہ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت رسول خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا مین شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت مین خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور مین شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت مین خلیفہ مطلق رہے ہین ابو بکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیون کا جوڑ توڑ ہے ۔ یہی تو ہم پوچھتے ہین کہ رسولؐ خدا کی حیات مین بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیون نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیون ہیچکارہ سمجھی گئی آپ

کہین گے سلمان راضی نہ ہوئے - ہم کہتے ہین مسلمانون کو بہاڑ مین جہونکو -
آپکے صدیق نے جو ہر قول رسول خدا کی نسبت صَدَّقْتَ یا رَسُولَ اللّٰہ کہتے رہے
کیون نہ جاہلون کو سمجہایا - اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے -
نکہ خود ہی خلیفہ بن بیٹہے - سبحان اللہ - این کار از تو آید و مردان چنین کنند - بہلا
جوہری صاحب یہہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت
ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہوگئے کیا حضرت یوشع بہی چند جاہلون
کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے - یا اُن کو خود حضرت موسیٰؑ نے اپنا خلیفہ کیا
تہا یہی تو بہید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسول ہوتی ہے جیسا حضرت
یوشع و حضرت علیؑ خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اُس اجماع
کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون - دیکہو حدیث مندرجہ
ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمانؓ فارسی سے
کہا کہ رسول خدا سے پوچہو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے
رسول خدا سے پوچہا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وصی تہا - سلمان نے
جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے
والا علیؑ ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نہ رہا - اور آپکے صدیق دودہ
کی مکہی خلافت سے الگ ہوگئے کیونکہ یوشع بن نون کا بہی مرتبہ جناب امیرؑ
ہی کو ملگیا -

سوال - آپ کہتے ہین جب رسول خدا نے (اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) کو کہ جملہ خبریہ ہے
استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارونؑ بعد ممات

حضرت موسیٰؑ ہرگز جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا ہو گیا۔

جواب ہم کہتے ہیں۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانیں۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات یہ ہی کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوئے ہیں۔ حضرت رسول خدا خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے (انّہٗ لا نبیّ بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو میں نے اپنی حیات ہی میں کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوے تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیات رسولؐ خدا میں خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولےٰ جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوت کا ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات میں بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلافصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰؑ کے زندہ بھی رہتے بلا شبہ رسولؑ مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضروری تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیرؑ میں یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے۔ ہاں یہ خیال میں آتا ہی تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسےٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ میں صفت خلافت موجود تھی اگر آپکو تم لوگ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ پر عمل کرکے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسول اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا۔ اسلام میں جو رخنہ پڑا اور بہتر۷۲ فرقہ ہوگئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدہی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہوجاتا احکام خدا میں تاویلیں بیجا۔ احادیث نبوی کی توجیہیں رنگ رنگ سے ہوتیں اسلام ایک ڈہرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہاں دنیا نہ تھی جس پر اُمّت فریفتہ ہوئی۔ دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبوں نے حضرت علیؑ کو اپنی گوں کا نہ پایا اور رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی یاروں نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قایم کر دی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں حدیث شریف میں استثنا منقطع موجود ہے اگر اُس کو شیعہ استثنا متصل خیال کریں تو اِس صورت میں حدیث رسولؐ خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ امورات کے کہ شیعہ بتادیں کہ حدیث موصوفہ میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہاں اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت و الجماعت کا ہی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہی خلافت سے نہیں ہی۔ اور بعد رسول خدا کے نہ کہ حیات
مین پس اصل حق حیات رسول عربی سے خلافت حقہ جناب امیر کے قائل ہین جیسا
تم کو بھی عذر نہین ہے کہ حیات رسول خدا مین جناب امیر خلیفہ تھے۔ پس خلافت
جناب رسول خدا کا سلسلہ تادم آخر حیات و بعد ازان بعد وفات رسول خدا
حیات جناب امیر کے دم آخرین تک قایم رہا۔ اس کا استثنا حدیث مین
نہین ہے۔ اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارون) سند رجہ حدیث ہذا نفی خلافت
خلفا ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہی۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات
اور بعد وفات بدستور قایم رہا۔ پھر غیر کی گنجایش کجا۔ سبحان اللہ فی
وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بہلاؤ کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار
بھی ہنستے ہین ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ
ابوبکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کدہر ہی آکودے
بیل نہ کودا کودی گون۔ یہہ تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان
مین شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص
آپ کے خلفا ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہین مگر ہان
خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع
دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے
عموماً پوچھتے ہین کہ خلافت جناب امیر کی جو حیات مین تا دم واپسین
رسول خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵۔
۲۶۔ برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئے اور رہے فی وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثنا حدیث میں ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بیبیوں و بچوں کے مدینہ طیبہ میں محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اس پر آپ نے رسول خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں و بچوں پر خلیفہ کرتے ہیں) تب یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و اُن کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک میں ملا دیا اور جناب امیرؑ کو تاج ہارونی پہنا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلا فصل پر بٹھا دیا پھر بھی وہی عورتوں و بچوں کی محافظت جیسا آپکو اب تک اُسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہیں معلوم آپ کیسے مسلمان ہیں کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی تکذیب ہے

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو یہی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتوں و بچوں کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر پہرہ کر ان کی محافظت کرنا یا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہیں مگر بجز محافظت عورتوں و بچوں کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا و اعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علیؑ میں کیسی بے سر و پا باتیں بنائی جاتی ہیں اور ایسی تاویلیں اور توجیہیں رکیک حکم خدا و رسولؐ میں قائم کیجاتی ہیں جن سے آیت و حدیث کے معنے و مطالب اُلٹ پلٹ جاتے ہیں مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابو بکر ہی مان لینا واجب ہے - عبداللہ ابن مکتوم کی پخ اس حدیث میں اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابو بکر جو خلافت کی جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جائیں پس کوئی نہ کوئی روڑا چلتی گاڑی میں اٹکا دینا چاہئے - امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث امامت نماز میں لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑہ لی اور مرض الموت میں آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہیں لگائی یہہ فرمایا - (کسی کو کہدو نماز پڑہا دے) پس غزوۂ تبوک کو جاتے وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی سردار و خلیفہ مطلق ہوئے پھر یہاں عبداللہ ابن مکتوم کی کہاں گنجائش رہی اور امامت نماز اُس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہاں اگر اس حدیث میں امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز کی وقعت ہی کچھ نہیں ہے رسولؐ خدا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے اور حکم دیتے کہ کسی کو کہدو نماز پڑہا دے - تو یہہ استثنا چہ معنی دارد -

بات یہہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیرؑ میں عبداللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے نماز پڑہا دی ہوگی اُس پر یہہ بات کا بتنگڑ ا بنایا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہیں - اسی لئے جو حضرت صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہیں کیا کہ کون ایسی بے سر و پا بات

کہ کر خجالت اُٹھاوے۔

حدیث خم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالو بلی۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

ای گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بارخدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔ غضب تو یہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی میں آیا معنی بیان کرکے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھے ہیں اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنوں میں ایر پھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہیں تم اُن میں بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالو بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو بلی۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلقیه عمر بعد ذالک فقال هنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت واسمیت مولےٰ کُلِّ مومن ومومنة رواه احمد وفی روایته له اللّٰهمّ فانصر من نصره واخذل من خذله واحب من احبه وابغض من ابغضه -

ترجمہ بلفظہ امام احمد برا ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہی) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمہین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زاید مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بارخدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کرکے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمہین خوشی ہو تم ہر وقت صبح وشام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بارِ خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہہ حدیث و ترجمہ اہل سنّت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ التعصب

و دشمنی ترمیم و تنسیخ کرے۔ مختصر الفاظ پر محدود کر دیا ہے۔ ہماری غرض ان چند
لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرنا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی
باتین سب ایسی ہی بے سرو پا مکر و تزویر کی تصویر ہین خدا آپکے مکر سے لوگون کو
بچائے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے۔
پہلے ہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا
اس کے کیا معنی اور مطالب ہین سوا کے معنے لُٹنے اور اپھیر کرنے مین
اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ
بن ہی نہین پڑتی۔ اب آخر زمانہ مین سوا کے معنے دوست کے بیان کئے
گئے ہین۔ مگر اس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اصل یہ ہے
کہ اگر مولا کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے
مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین
پکڑتا۔ اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور
کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو۔ اے
گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس
جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے۔
مترجم حدیث کا ترجمہ۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے
کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زیادہ مہربان ہون۔ یہی بات
مکرر فرما کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے
آپ خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا۔ ایسا ہی اور کسی نے مولا

سے کے معنے پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال نہ یہہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے مولا کے ہرگز ہو سکتے ہین اسی حدیث سے کے آخر فقرہ مین (وا حب من احبہ) ہو اسکو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ - لکھا ہے - اب فرمائیے ایک ہی حدیث مین ایک جگہہ دوست رکھنے کو من کنت مولی اور دوسری جگہہ واحب من احبہ کہا جاتا ہے یہہ کیسے معنی ہین بالکل ہی شرم نہین رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کردیا کہ آنکھہ ہی نہین کھلتی -

تمام حدیثین رسول خدا کی جو کتب اہل سنت مین مسطور و مذکور ہین ہم نے ایک مین بھی دوست کو مولا کے معنے مین نہین دیکھا اور نہ کہین نشان و پتہ ہے حضرت علی کے فضائل مین جو حدیثین لکھی ہین - اُن مین حسب ذیل فقرات سے لکھے ہین بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہین - ترمذی مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے لا یحب علیا منافق نہین دوست رکھتا علی کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ ورسولہ - علی کو خدا و رسول دوست رکھتے ہین - امام احمد مطلب بن عبداللہ حنطب سے روایت ہے لا یحبہ الا مومن فمن احبہ فقد احبنی ومن احبنی ادخلہ اللہ الجنت علی کو دوست نہین رکھتا مگر مومن جس نے اسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت مین داخل ہوگا -

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا من احبک فقد احبنی جس نے علی کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم مین زربن حبیش سے روایت ہے لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نرکھے گا۔

پس حدیثوں مین دوست کے معنوں مین یہہ الفاظ مستعمل ہوئے ہین اور قرآن مجید مین اِنّ اللّٰہ یحب المحسنین و لا یحب اللّٰہ وغیرہ موجود ہین پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر مین مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہین حالانکہ اُس مین بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسول اللّٰہ دیکھو صدہا جگہہ پر دوست کی معنون مین یہی الفاظ ملین گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کردے بجز اس حدیث غدیر کے توہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہین کہ کہین بھی ایسا لفظ نہین ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آوین۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھہ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صدہا حدیثین رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان مین فرمائین جن مین اُن سے دوستی رکھنے کی تاکید اکید ہے اور تمام فضائل و مناقب اُن کے علے رؤس الاشہاد بیان کردئے تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہان یہہ بات ہے کہ اس مین برخلاف اور حدیثون کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہہ خاص ہونی چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ حدیث شریف وفات سے دوہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت مین جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہین کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہوگیا۔ ایہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہوچکا یعنی دین کا کمال اور نعمتون کا

تمام ہونا - پس اب کیا باقی رہا مگر خلافت یعنی رسول خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا اور رسول ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین
تھا - جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہین کہ
مولے کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہین پس کیا ضرور ہے
کہ مالک ہی کے معنے لئے جاوین اور دوست وغیرہ کے نہین - ہم
کہتے ہین بیشک مالک و سرداری کے معنے سمجھنا چاہیے اور یہین بھی یہی
کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا مین مولے ہون اُس کا علی مولے ہے
پس ضرور ہے کہ اِس حدیث مین جو مولے فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے -
دوست وغیرہ کوئی بھی موزون و مناسب حال نہین ہین - اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صدہا برس بعد بنائی گئی ہین جو معنے مناقض سرداری تھے
لکھ دیئے گئے ہان - بمحاورہ عرب مولے غلام کو بھی کہتے ہین - مگر یہان غلام
سے مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے - پس
سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہین سو وہی لئے جاوینگے -

ہم دعوے کرتے ہین کہ جب رسول خدا نے صدہا حدیثون مین دوستی
کے لفظ کو احب - لا یحب - لا یحبہ من احبنی - احبک او
یحبنی فرمایا ہے تو بجز اِس حدیث غدیر کے مولے کا لفظ بھی دکھانا چاہیے
جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہون - جس کا یہ کلام ہے اُسی کے
قول کی نظیر چاہیئے - لغت کس جانور کا نام ہے - ہم کو مخبر صادق کا کلام معجز
نظام پر عمل چاہیئے جس سے صاف اور صریح مولے کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک وشبہہ یہی ہین۔

سوال۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام مقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر سے جو لبسر گروہی جناب موصوف کے یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی حضرت نے بہ نظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہرے گا۔

جواب۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سُنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا اُنھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علی کی
شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اِس شکایت کی خبر رسول اللہ کو پہونچی اِس کے
بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسول خدا مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے
ساتھ تشریف رکھتے تھے ۔ مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمرو خدا کی قسم
تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسول خدا مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے
پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھے
ایذا دی ۔

امام احمد مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ایک لشکر بھیجا
اور اُس پر علی ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین
سے اُنھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے برا جانا اور چار صحابیون
نے آپسمین معاہدہ کیا کہ جب رسول خدا کے پاس جائینگے تو اِس کی خبر کرینگے پھر جب
وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہوکر کہا
اے رسول خدا دیکھئے علی ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرت نے اُس سے مُنھ
پھیر لیا ۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہوکر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی مُنھ پھیر
لیا ۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونون سے بھی اعراض کیا ۔ پھر رسول خدا اُنکی طرف
متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے
لگے تم علی سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرماکر کہا علی مجھ سے ہے اور مین علی سے
اور علی کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے ۔

کیون میان جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کا ہے آپ نے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد
بس سنافقین نے انھین دو موقعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثون سے
یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی مورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے مورخ کے قول کا اعتبار نہین ہو سکتا۔
آپ کا یہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرتؐ نے یہ مصلحت سمجھا
کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہو نگے اس لئے
خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ ان عام مین آپ کے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے
نبھی تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے مولے ہو جس مین
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہو گئین۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کر کے عام حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ
مجرم قرار پا دے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیما بین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح مراتب رسول خدا
اور حضرت مرتضےٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین آپ یہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجئے وہ
قانون مال مین داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا۔

آپ سن چکے ہین کہ شکایت کرنے والون کو رسول خدا کے دربار عالی سے
کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کرکے موذی و مغضوب رسول خدا بنے یہ کسر البتہ
باقی رہ گئی کہ منھ پر دو چار جوتیان تڑاتڑ پڑجاتین۔

حضرت علی کا شرف دوبالا ہوگیا یعنی علی مجھ سے ہے اور مین علی سے جس سنے
علی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب مین بعد
المشرقین رہا یا دو چار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپنے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے
کچھ مناسبت ہی نہین۔ خاص کی شکایتون پر عام کو تکلیف بیجا وے اور
ایک لیبا مجمع کیا جاوے جو بروایت اہلسنت ستر ہزار اور بروایت اہل
حق ایک لاکھ پندرہ ہزار اور یہہ بات وہی جو صد ہا مرتبہ لوگ سن چکے تھے یعنی علی کو
دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ آن شاکیون کچھ
عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صاف بات
کہنے اور مسلمانون پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہین۔ کیون
ایسی لغو و پوچ باتین لکھ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسول
خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہان۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہین لکھتے ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسول اللہ کا
مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

(شیوہ کفر بھی ہے دعوئے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہین کہ شیعہ جناب امیر کو نفس رسول سے مناسبت

نکلی دیتے ہین اُس کی تردید مُلّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہی
آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیۂ کریمہ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَھُوۡنَ بدین طرح لکہی ہی
ایشان گروہے اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در دل بسبب کفر و عناد
در باطن ایشان دران تدبیر نمی کنند تا حق را دریابند ۔ بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید
ایشان بعقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کند کہ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ
اَنۡفُسِکُمۡ ترجمہ کاشانی بتحقیق و یقین کہ آمد بشما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم
خدا الغنی از جنس شما در بشریت تا با و اسطہ جنسیت با او مخالطت نمائید و بر وجہ سہولت افادہ
و استفادہ در خود گیرید ۔

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما متکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما ۔ اس عبارت
سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے
مشابہت تھی اُس مین تخصیص جناب امیر کی کیا باقی رہی ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تفسیر مین تین باتین ہین از جنس شما در بشریت ۔ یا
رسولے از شما متکلم بہ لغت شما ۔ یا از قبیلہ شما ۔ پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت
کی کہان رہی اور لو فرضا بشریت و جنسیت ہی سہی تو اس سے یہی ثابت
ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بہیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ
مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتین سنو ۔ یعنی تم کو عذر نہ ہو

ساتھ صبر بیجا کدوکاوش ہی جہاں لفظ انفسکم دکھائی دیا جم ٹھونک کر موجود ہوگئے
کہ اس مین تخصیص جناب امیر کی کہاں ہی۔ اب ہم سے سنو جہاں تخصیص ہی آیہ مباہلہ
مین انفسنا و انفسکم ابناءنا و ابناءکم ونساءنا و نساءکم بولا اپنے نفس کو اور
لڑکون کو اور عورتون کو جب مشرکون نے یہہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ
و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءکم مین حسنؑ و حسینؑ و نساءکم مین حضرت
فاطمہؑ و انفسکم مین حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسولؐ
خدا کی ہمجنسیت سے خارج ہوگئے اور کسی کو دعوے نرہا کہ رسولؐ خدا کے ہم جنسیت کی
غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا کے نفس سے
مناسبت کلی ہوگئی۔ کیون صاحب آپنے اس انفسکم کو قرآن مجید مین نہ دیکھا
اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بعد المشرقین کا حال ظاہر ہوجاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ
ہورہے ہین خاصان خدا و رسولؐ سے کیا غرض۔

سوال آپ کہتے ہین ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورہ مائدہ پارہ لایحب اللہ مین جو قوم ہے
یسار کہ سوائے رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت۔ دیکھو تجھ بی ثابت ہوگیا
کہ سوئے بمعنی اوسے انہین ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہین۔

سو لے ہوئے پہلو جھگڑا اطلی ہوا۔ اگر یہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسولِ خدا غلام ہین اس
کے حضرت علیؓ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اس لفظ سو لے بہ تصرف اوس
کو کسی طرح کہا ؤ گے جس سے خبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار
و مالک سو لے بہ تصرف اولے کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو شرق سے
مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے سنو اہل عرب نے غلام کو سو لے اس وجہ سے
کہا ہے کہ محض بے بس و بیکس نہ ماں نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و
فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہر طرح پابند او مقید پس اس کے دل افزائی و خوش
کرنے کو سو لے کہد یا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام
کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریہہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے خطاب
کیا جو ناگوار بھی نہ ہو اور اس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے
محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آنحضرت ثانی
ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و بھٹیاروں کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے
ہین یا انگریزوں کے خدمتگاروں کو سردار کہتے ہین پس کیا یہ لوگ واقعی مہتر
و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک
طرح کی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جاتے
ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین اگر اس پر بھی قدح کیجائے تو سو لے بمعنی اولی نہین
بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے
ثابت کر دین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلافصل سمجھے جاتے ہین

جواب - ہم کہتے ہین تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو۔ فعلیؑ مولاہ کا لفظ خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہے یا اس مین بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ استثنا رہی۔ صرف دو لفظ ہین من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ کا پس اس سے زیادہ اتصال اور مجنسیت بلافصل مین کیا چاہتے ہو۔ تم کہو گے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اس امامت کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے۔ بعد ازان ثانی و ثالث کی خلافت کا فصل جو بتیس اکیس ۲۱ سال ہوا جسے استخلاف و شورہ پر حمل کرو گے جسکا اس حدیث مین ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اس حدیث مقدس کے مغایر و خلاف ہو وہ مردود و بہ طرد و عنداللہ و عندالرسول۔ کیون صاحب من کنت مولاہ فابوبکر مولاہ فعمر مولاہ فعثمان مولاہ فعلی مولاہ یہ فصل تو پسند کرو گے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک

من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہین یعنی اللہ جل شانہٗ نے اپنے رسول مقبول کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی امت کو پہونچاو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافروں کو راہ نہین دیتا یعنی اُن کی مجال نہین کہ دخل در معقولات کرین۔ میان جوہر صاحب نے بلغ ما انزال الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ مثل صوم صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اس مین (احکام شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر مین احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ کا خم غدیر مین نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر مین لکھا ہے پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ مین خلافت کو جز و اعظم قرار دیا ہے جیسا اہل حق اصول دین مین امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہین اور واقعی سچ بھی ہے۔

اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کرین اور جیسا خدا و رسولؐ نے اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابتہ فیصلہ ناطق فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حق بحقدار پہونچائین۔ ناحق تاویلین بیجا توجیہین جو لوگ کر رہے ہین تھوڑی توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست کون۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اس کی شان نزول کیا ہے
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسول خدا کا
تھا۔ اہل سنت کہتے ہین مکہ مین حج کے ایام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہ اور بعینہ بلا تامل و توقف آنحضرت امت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر اُن شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہری صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اس آیہ سے مناسبت دین تو لعد المشرقین سے مصداق
بنجائینگے کیونکہ قبل نزول اس آیہ کریمہ کے یہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ ان باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین۔
ان احکام شریعت اور اس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا۔ وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو نے تبلیغ رسالت نہ کی۔ تو اس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسول خدا کو منجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا تب

خداوند جل وعلی کیجانب سے یہہ خطاب ہوا - دوسرے واللہ یعصمک من الناس -
اللہ نگاہ رکھیگا تجھے شر دمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت ونگہبانی کا وعدہ فرمایا - پھر صاف فرمادیا -
ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھہ دخل نہین - مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کھینگے کہ جبکہ آنحضرت نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا - یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا -
اور حضرت جبرئیل کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے ایسے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
وکفارہ لازم آئےگا - پس آنحضرت کو یہی مصلحت انسب واحسن نظر آئی کہ اگر کچھہ
وقفہ ہوا تو کچھہ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھہ مضائقہ نہین - ہان جب یہہ
آیۂ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی - جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرت نے مع کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیل وکیل رب جلیل خدا کا تحفہ درود وسلام لیکر آپکے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علی کو بہ نفس نفیس وصی وخلیفہ وجانشین فرمائین اور کل اُمّت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علی ابن ابی طالب میرا خلیفہ وجانشین
ہے یعنی جیسا مین کل اُمّت کا سوائے بہ تصرف اولے ہون اُسی طرح

بعد سیر سے علیؑ کل اُمّت محمدیؐ کا چہ مرد چہ عورت سب کے بہ تصرف اور سے ہیں۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپ نے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہہ بھی
خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہیں
منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر
اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و
رسولؐ ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴۳ و حدیث شاکیان
لشکر مین) پس کیا عجب کہ شکین و حساد یہہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر
بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین
کہ کچھ شرارت کرین کیون کہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر
مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہہ امر کہ ایک جگہہ من الناس فرمایا دوسری جگہہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہے
کہ من الناس سے کل ہمراہیان مراد ہین اُن مین سے جو لوگ خدا اور رسولؐ کے
حکم کو نہ مانین کان من الکافرین اب آنحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے۔ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلتے تھے پس اس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہو اور سب کے سب اس حکم
ربی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین
یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبرئیلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر مردمان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات
کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔
بس اب توقف وتامل کیسا ۔ حی علی خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین ۔ آن واحد
مین بروایتے ستر ہزار و بروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہوگیا تبلیغ رسالت
کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر
بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ اُس پر
رونق افروز ہوئے ۔ بعد خطبہ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایھا الرسول
کی تلاوت فرمائی اور حضرت علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ
تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہہ بعد رسول خدا ہمارے سولے
بتصرف اولے ہین ۔ دیکھو حدیث غدیر مندرجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علی
بعدہٗ آنحضرت نے کل حاضرین سے مکرر و سہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون
انی اولے با المومنین من انفسہم قالو بلے ۔ قال الستم تعلمون انی اولے
بکل مومن من نفسہ قالوا بلے کیا مین تمہاری جانون سے اولی
یعنی بہتر و برتر نہین ہون ۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولے نہین
ہون ۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے قول وفعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے - پس فرمایا من کنت مولاہ فعلیؐ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللھم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ جنکا مین مولے ہون یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولے بتصرف ہون فعلیؑ مولاہ انکا علیؑ بھی مولے بتصرف اولے ہے - خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اس کی تو نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست ہو اس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اس کے دشمن کے ساتھ دشمنی -

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئًا یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولے کل مومنٍ ومومنۃٍ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا مبارک ہو اے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح و شام کل مرد مومن اور کل عورت مومنہ کے مولے ہو - ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے

رسالتہ کا فقرہ موزون، مناسبت کلی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔
اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھا دو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت وصایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمباتگی یہہ ہونے والے کی الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عم خطاب کی سیار کباد کبھی کہ لون نے بھی سنا ہے انکھ تو شل دیدار خدا کچھ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ کھائی دے تو چشمہ آفتاب کا کیا گناہ ہے۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کھینگے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہے نہین کہ خوانخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑ کر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون۔ یہہ آیہ محکمات مین سے ہے متشابہات مین نہین کہ ادہر آدہر بھٹکتے پھرین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین خدا تعالےٰ نے آیہ موصوفہ مین وَ اِن لَّم تَفعَل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت با فضل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالےٰ بجاے وَ اِن لَّم تَفعَل کے و ان لم تبلغ فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

جواب - ہم کہتے ہین بیشک وان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی - دیکھو آنحضرتؐ نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا و ان لم تبلغ کی ضرورت نہی - تم کلام اللہ مین اصلاحین کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے -

سوال آپ کہتے ہین دوسری روایت مین مفسر نے یون لکھا ہے کہ عیاشی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ ماسور شد بہ نصب امیر المومنین - ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند باپسر عم خود محابا میکند واز نزد خود منصب ولایت بید ہد و او را طعن کنند - خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم وحضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت واین خبر بخاص و عام رسانید -

اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت - نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت - جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیون ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے -

جواب ہم کہتے ہین اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کج بحثی کو خود ہی خیال کر لین اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت کیون صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر و عمر عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ؎

گر ہمین مکتب و ہمین ملا
کار طفلان خراب خواہد شد

سوال - آپ کہتے ہیں کہ کلام ہی تو صرف اولے بہ تصرف پر ہے سو گمان بھی شیعوں کا غلط ہے کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہیں پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے ہنات کے سولے ہنات بولا جاتا چونکہ یہ تصرف بالاجماع باطل ہے لہذا سولے بہ تصرف لولے بھی باطل ہے۔ دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایہا الرسول بھی جناب کی شان میں بلافصل راست نہیں آتی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے۔

جواب - ہم کہتے ہیں یہ اعتراض تمہارا رسولؐ خدا پر ہے کہ بجائے اولے ہنات سولے ہنات بولا جاتا وہاں کلام الدین اصلاح کی یہاں حدیث نبوی میں تینوں کلمے ایک مصدر سے مشتق ہوں یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو اور تمام عمر مصدر و مشتق بکا کرو رسولؐ خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مطلق کیا۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی بقول اہل سنت نے شہادت علیؑ دی کہ خلیفہ خود ساخت - اب فصل چھتیس سالہ چہ معنی ہاں اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نے نعمت خان عالی کی یہ رباعی سنی ہے رباعی

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند	چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے	زان چار یکے نداشت عیبے

یہ تو تمہارے مطلب کی ہے آیندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدےٰ صفحہ نمبر اکسٹھ ۶۱ مین لکھا ہے کہ اگر اہل بغض کا اطمینان آیات بینات سے نہوا ورہی لکھے جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث بمفصل بلا انفصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھائینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانینگے اور اُس مین بھی یہ تفصیل ہو کہ خلافت یک بادیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث لیجئے ۔ وہ حدیث پاک یہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین نبیؐ کے باپ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اُس سے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیلیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کرکے اُن کے ٹھکانون پر بٹھادیا۔

ف رسول خدا نے یہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالینگے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی ۔ اور بہت سی باتین اُن کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسول خدا حدیث مین نہین ہے آپ کا جوڑ پیوند ہے۔

اگر یہہ رویائے صادقہ جو رسول ؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمان کا استثنا رہو نہ کنوئین پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو کنوئین پر کیون ہتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہان پھر کیا ہوا ایس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہین ہوتا ہم کس خواب خرگوش مین پڑے ہو کہ آنکھ ہی نہین کھلتی رویائے صادقہ رسولون کے ایسے ہوا کرتے ہین کہ ابتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی آن سے صرف آدھا ہی ڈول کھنچوادیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگون کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثون ہی خلافت کی بنیاد اُکھڑ گئی تو یہہ حدیث خواب کیا مفید ہوگی۔

چلیئے خلافت کی حدیثون کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہین بقول شخصے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی | کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہل سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیئے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہین ورنہ آپ کی بے سروپا کہانیان لن ترانیان فضول گوئیان کج بحثیان اس قابل نہین ہین کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفاظیون پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی معلوم ہی نہین کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہین۔ منجانب خدا اور رسولؐ ہونا ضرور نہین سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسولؐ پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہین انتخاب کرین وہی سردار ہوگا - نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہین جیسا آپنے صفحہ ستئیس ۲۷ — اسرار الہدے مین جناب امیرؑ کا قول فصیل سے فے منہج البلاغت - دربارہ اثبات شورہ واجماع درج کیا ہے - ترجمہ چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی مین بر او فاجر لکھا ہے) کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر او پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست او یا ہون ہون اُس حکومت مین راہین او رپکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ - پھر کیون نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو - ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کرین جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ بد فاجر بھی امیر مسلمانون کا ہو سکتا ہے فاجر کے معنی لغت مین تلاش کرو تو ملیجا مینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہین ہین - اس قول مرتضوی کی چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیر کا اسی صفحہ مین درج ہے - ترجمہ جناب امیر نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے سے ہے اور اُس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے سقیفہ کی خلفا نے - فے منہج البلاغت یہ اقوال جناب امیر ثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ مین جو ہم صاحب نے پیش کیئے ہین - ہم تسلیم کرتے ہین کہ جیسا جناب امیر نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح ہے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیر نے بیعت کی ہو۔
تم نے صفحہ اٹھائیس[۲۸] اسرار الہدے مین بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسو ساٹھ[۱۶۰] کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیر جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہین ہے اسی لیئے اپنی تصنیف مین ہر جگہ روضۃ الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیان و بے سروپا افسانے انہین دیکھکر کودتے اچھلتے ہو کہ یہہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل سے جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو حکایتین نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کرلین گے کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمین چوگان ہین میدان ہمین گوئے۔
روایت روضۃ الصفا وھو ھذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و بعضے بر آنند کہ بعد از وفات فاطمہ زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مذکور است کہ چون علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ با او بیعت نمود بعد از ان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔
حدیث بخاری مین عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رسول اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسول اللہ کے مال مین سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ مین بدون جنگ کے رسول اللہ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس مین آپ کا مال باقی رہا تھا میرا ترکہ دینا چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہین جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے ۔ یعنی وقف ۔ ہان اِس مال مین سے آل محمد کا کفاف
جاری رہے گا ۔ بخدا مین رسول اللہ کا صدقہ اُسی حال پر رہنے دونگا جس طرح آپکے
زمانہ مین تھا ۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہرا کو اُس مال
مین سے کچھ ندیا ۔ حضرت فاطمہ کو ابوبکر پر اِس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسول
کے زندہ رہین مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابت کلام کیا نہ اُن سے ملین پس جب حضرت
کا انتقال ہوا تو اُن کو حضرت علی نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خودہی
نماز پڑہی ۔ حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد لوگون کا آپ سے روکنا اور انکار کرنا اچھا
نہ معلوم ہوا ۔ ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت نہ تو آپ
موجود تھے نہ اِن ایام مین حضرت فاطمہ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے
ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپکے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا
کہ اگر عمر تشریف لائینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اِسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ
جانتے تھے یہان حضرت عمر نے فرمایا ای ابوبکر بخدا آپ وہان تنہا نجاوین ابوبکر
نے کہا کیا تمہین گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا مین اکیلا ہی جاؤنگا
پس ابوبکر علی کے پاس آئے ۔ آپنے خطبہ پڑہکر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے
قائل ہین ۔ اور بغض و حسد ہم مین نہین ہے مگر چونکہ قرابت رسول اللہ کی وجہ سے
مشورہ خلافت مین شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپنے ہمین علحدہ کر دیا اِس
سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھین بہہ نکلین اور فرمایا خدا کی قسم اپنے قربا
کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہین ہان مجھ مین اور
تم مین تنازع و اختلاف اموال مین ہوا سو مین کبھی بھلائی مین تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور ترک نکرونگا حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا بیعت
کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے - حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد
منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا - اور کچھ حضرت علیؑ کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف
اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علیؑ نے منبر پر چڑھ کر
خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا جو تخلف بیعت
ہوا یہ حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ مین اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے
تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا - اس گفتگو سے تمام مسلمان
خوش ہو گئے اور اصبت (یعنی آپ سیدھی راہ پر ہین) کے نعرے مارنے لگے -
پس جس وقت حضرت علیؑ نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف
مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ -
اب معلوم نہین کہ آپ صدق وکذب پر کیا فتوے دیتے ہین مگر عام اہل سنت تو حدیث
ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوندشاہ سو تیغ و داستان گو کو
کاذب - پس اخوندشاہ کی شیعہ گری تحقیق ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہین ہم
مطلب کیواسطے لوگون کو شیعے سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہین بلکہ خود بھی کسی غرض
خاص سے شیعے سے سنی ہو گئے ہین - اب فرمایئے آپ کی باتونکا کیا اعتبار رہا اور جو
تفسیر و اقوال و روایتین آپ نے لکھی ہین اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے - ہان خوب یاد آیا
آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے
شیعے سے سنی بنایا ہے اور اُستاد ملے مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنھون نے

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہین اور عمر خطاب کے اسلام کا زور آتھا ہزار آدمی کا مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے مین تحریر فرماتے ہین وہو ہذا بالخصوص خلفائے ثلثۃ اگر تمام کافران عرب وگبران عجم کو مسلمان نہ کردیتے اور اسلام کو شرق سے مغرب تک نہ پہیلا دیتے تو آپ کو رسول اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی آپ کی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چونسٹھہ ۶۴ اسرار الہدے مین لکھتے ہو وہو ہذا۔ اگر شروع سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلافصل بنائے جانے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام ونشان بھی دنیا سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھہ ۶۰ اسرار الہدے مین وہو ہذا لبستر رسالتمآب پر جناب امیر کا آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہین تھی۔

صفحہ ستائون ۵۷ اسرار الہدے وہو ہذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ یا تین چھٹانک بجو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچی۔

صفحہ پچاس جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئے صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے وہو ہذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے۔ جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدے و ہو ہٰذا اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پہ سوار کرکے ایک ہاتھ مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے بحالت پریشان گیسو بادو بہ صورت دیوانگان گھر ہمسایہ ہر ایک مہاجرین وانصار کے دروازون پر جاکے بہ حفظ پاس ننگ وناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدے وہو ہٰذا مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا الفاروق والشرائع سے روے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین اس کا ہل زمانہ وہ کہ جنھون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امامت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدے وہو ہٰذا جناب امیر بقول علامہ حلی الجبان لایستحق الامامۃ۔ یعنی جبن جس کے معنے بے ہمتی بے جراٴت جسے ہندوستان مین نامردی کہتے ہین خلافت کا مستحق نہین ہے۔ جوہر صاحب جناب امیر کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہین بناتے۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ مین لکھے ہین ہم نے صرف چند بہ طور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہین۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کرلین اور دیکھین کہ ایسے عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت کی جماعت مین داخل ہوسکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہ کی شان و منزلت گھٹاتے ہین۔ بدیگران چہ رسد۔ پسند کرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ کی نسبت ایسے کلمات کفر کیونکر سن سکین گے۔ باقی رہا گروہ نواصب وخوارج سو اُس مین داخل ہونا۔ ہم پہلے ہی تصدیق کرچکے ہین۔ بس میان جوہر صاحب اور جواب آپکے دامین

ہو کھ ڈالیئے جواب الجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان اللہ ذو ولد قیل ان الرسول قد کھنا ۔ زمانہ سلف سے یہہ فعل تمہارے یہان محمود سمجھا گیا ہی ۔ کفار قریش نے رسول اللہ کی نسبت کیا نہین کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ ۔ بعدہٗ جناب عمر نے رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت مین استعمال کیا کہ معاذ اللہ یہہ شخص ہذیان بک رہا ہی حدیبیہ مین صلح کے بعد انہین صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا ۔ دونون روایتین بخاری و مسلم مین دیکھو ۔ جناب عائیشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حامیر فرمایا اقتلوا ھذا النعثل یعنی اس لمبی ڈاڑھی ولے بوڑہی کو قتل کرو ۔ محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے رہے ۔ او ر معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب او ر ظالم کہتا ہی رہا جسکا مفصل حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے ۔ بنی امیہ و مروانیہ نے صد ہا سال تک حضرت علی کو بر سر منبر ناسزا و برا کہا خطبون مین لعن و تبرا پڑہا جاتا ۔ بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر بجائے اس کے آیت کلام اللہ داخل کی ۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب امیر کی نسبت استعمال کیئے ہین ۔ بنی امیہ و مروانیہ علیہم اللعین و العذاب نے اسی قسم کے الفاظ خطبہ مین داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہانتک کہ (دین بھی برباد کردیا) ۔ اب اس سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی امیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے ۔ قال اللہ تعالےٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہین اُنپر اللہ لعنت کرتا ہی اور اُنکے

لیئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ صاحب کشاف مفسر مقبول اہل سُنّت نے یہہ تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعین کی ایذا مرف جناب امیرؑ کی بُرائی اور طعن و تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی۔ اب یہان مروان اور اُس کے باپ کے بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسولؐ مقبول کی سُنو تاکہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو۔ طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ کے حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبرؐ خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اس کی پشت سے ایک فتّان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا۔ ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرتؐ کے یارون کی جماعت مین حاضر تھے۔ مروان کا باپ رسولؐ اللہ کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو اس شخص سے از حد تکلیف پہونچے گی جو اس شخص کی پشت مین ہے۔ واقدی عمرو بن مرّہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسولؐ اللہ کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہان نہ آنے دو خدا اُس پر لعنت کرے اس کی پشت سے بدتر شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد مین مومن پیدا نہ ہونگے۔ یہہ حدیثین اہل سنّت کی کتب معتبر کی ہین۔ پس یہہ تین حدیثین نص صادق کی کافی ہین۔ ہائے کیا غضب ہے کہ یہی مروان مردود مطرود خدا اور رسولؐ جناب عثمانؓ جامع القرآن نے جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

اور تماشا تو یہہ ہے کہ جناب عثمانؓ کی خلافت مین وزیر اعظم اور مختار کل مہمات مالی و ملکی کا ہوا

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و مشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور جسقدر قرآن خلفائے اوّل و ثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دینی کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کر کے جلوادیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ انداز ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب مین لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک بن مروان عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا۔ شروع ذالقعد ۷۲ھ ہجری مین اکیانون دن یا بچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر کو کعبے کے اندر ذبح کیا۔ اسماء بنت ابوبکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے نہ دیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ و مدینہ و حجاز و یمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور و مشہور ہین۔ حجاج نہایت ظالم و سفاک خونریز تھا اٹھارہ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان معبود کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سرداروں کی بیٹیاں تجھے دلا دین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب عالی یہہ تو نہ فرمایئے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین اس نے کہا آپ مین کیا کمال و صفات ہین عبداللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک تھا۔ حجاج نے کہا یہہ بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہین کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہ بھی بڑی تعریف کی بات ہی عبداللہ نے کہا ہم میں سے کوئی عورت باقی نہیں رہی جس نے حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کے قتل کی خوشی میں دس دس اونٹ قربانی نہ کیئے ہوں حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی۔ عبداللہ بولا ہم میں سے کوئی عورت ایسا نہیں کہ جس سے لعن و تبرا ابوتراب پر کہوایا گیا ہو اور اُس نے نہ کہا ہو مگر میں حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہوں حجاج شقی وملعون نے کہا خدا کی قسم یہ بڑی بزرگی ہے بلفظہ۔ اس سے پیشتر بنی اُمیہ نے کتاب اللہ و خانہ خدا اور رسول صلعم کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے۔

جنگ صفین میں معاویہ نے صدہا قرآن نیزوں پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پناہ چاہی۔ مگر عہد پر قائم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا۔ کتاب اہل سنت میں مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا۔ مدینہ منورہ کی تخریب کی مسجد نبوی صلعم و روضہ مقدسہ رسول صلعم اللہ میں گھوڑے و اونٹ بند ہوائے گوبر اور غلیظ کا ڈھیر ہو گیا۔ عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدین نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔ اہل بیت رسول صلعم مختار کی بیحرمتی کی۔ خانہ خدا کی بیحرمتی ہی نہیں بلکہ قسم قسم کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کیں صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق شہید کر ڈالا۔ زنا و لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی بہنوں ماں بیٹیوں میں باپ بیٹی میں نکاح جائز کر دیا۔ ہر شخص سے اپنی معبودیت کی بیعت لی۔ کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے۔ غرض کہاں تک ظلم و جور فسق و فجور لہو و لعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاویں کتابیں بھری پڑی ہیں تاریخ مذکورہ بالا میں ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید مین یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ ، یعنی فتح چاہی اُنھون نے حالانکہ ہر ایک ظالم عناد رکھنے والا جہنمی ہے۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا اور اُسے نشانہ بناکر تیر مارنے شروع کیے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالمون اور جابرون کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اپنے قرآن حشر مین آوے تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور چلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اسی تاریخ مذکورۂ بالا سے ایک خط محمد بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ درج کرتے ہین۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمد ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُمین سے غلام اور کجرو اور رغال پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو مقبول کیا اور اُن مین سے محمد صلعم کو انتخاب کیا انہمین اپنے علم اور رسالت کے ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول صلعم کرکے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر وکیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھون نے حاضر و غائب نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی ان راتون کو بھی اپنی جان اُن پر قربان کرتے رہے اور مصیبت مین اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال میں اُس کی برابری نہ کر سکا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تو اُس کی برابری کرتا ہے بہلا تو توہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ تمام آدمیوں میں از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب لوگوں سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتوں میں بہتر ہے اُس کا سا پسر عم کہاں اُس کے بھائی جعفر طیار نے رسول خدا پر جان قربان کر کے فرشتوں کے ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیداں ہوا اُس کے باپ ابو طالب نے آنحضرت سے کینہ ور دشمنوں کو دور رکھا اور بلاؤں سے محفوظ رکھکر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ کو ٹیڑھی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے میں کوشش رکھتے تھے آنحضرت کے مقابلہ میں جماعتیں جمع کرتے اور مال خرچ کر کے رسول اللہ پر دشمنوں کو چڑہاتے تھے اور بہت قبیلوں اور قوموں کو تم نے آنحضرت پر برانگیختہ کیا اِسی حال میں تیرا باپ مرگیا اور اُسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ و رؤسا و آفاق تیری تبرائی کی گواہی دیتے ہیں اور علی کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہیں اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجرین ہیں کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف میں بزرگی کے ساتھ کیا وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہیں اور حضرت علی کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے ہیں بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علی کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسول مقبول ہے وہ فرزندان رسول کا باپ ہے اطاعت رسول میں سب سے اول ہے اور سب سے زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرت اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسول اور عدو خدا و رسول کا بیٹا ہے جس قدر ہو سکے باطل طور پر دنیا کھالی اور پسر عاصی بد باتوں میں تیری مدد کرے۔ تیرا وعدہ پورا

ہوگیا اور تیرا مکر ثابت ہوچکا - اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہو -
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے بیچ سے تو اپنے تئین امن مین جانتا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالے تیری گھات مین ہے تو اُس کی جانب سے دہوکہ
مین ہو - بس تابعین ہدایت پر سلام - اس کے جواب مین معاویہ نے یہہ لکھا -
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہہ نامہ اُس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے - بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اُس مین تو خدا و رسولؐ کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اُس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے - یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصوروار ٹھراتا ہی
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین انکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اُس کا حق لازم مانتے
ہین - جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیئے اپنی نعمت مہیّا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اُس کے حکم کے
خلاف کیا اپنی بات پر وہ دونون متفق و مساوی رہے اُنھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت میں تامّل و توقف کیا تب اُنھون نے اُس کے
ساتھ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اُس نے نبوت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے۔ علیؑ کو اُنھوں نے خلافت میں اُنھوں نے اپنا شریک
نہ کیا اور اپنی باتوں کی اُن کو خبر نہ دی یہانتک کہ وہ دونوں جہان سے روانہ
ہوگئے پھر تیسرا عثمان اُن کی جگہ قایم ہوا اور بعینہٖ اُنھیں کی راہ پر چلا۔ محمدؐ تو نے
اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور اُنے واعظوں سب نے اُسے معزول کرنا
چاہا تم نے اُس کے لیئے بُری باتیں سوچیں اور اپنی عداوت ظاہر کی تا آنیکہ تم اپنی آرزو
اور طمع کو پہونچے۔ ای پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہ تیری سب
باتیں نامناسب ہیں۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے
مسند مقرر کی۔

اگر ہم جنگ علیؑ میں غیر صائب اور خاطی ہیں تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہ
راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہ نہ کرتا تو ہم کیوں
علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن
ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی
ہم ہوگئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ۔ سلام اُس کو جو
توبہ ورجوع کرے۔ بلفظہٖ۔

میاں جوہر ہمت سے ہم کو کوئی شکایت نہیں ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے
حقوق آبا و اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایاں ہوا باعث خوشنودی
ارواح بزرگان ہے۔ مگر ہاں یہ دوغلاپن اچھا نہیں۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ
کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر
مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکابیہ مذہب

کو چھوڑ دو -

یہ زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسولؐ کو بھی علانیہ ناسزا و برا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا ہی اُنیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علیؑ کو بر سر منابر برا کہتے اور فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی - قرآن مجید کو نشانہ مین باندہ کر سیکڑون تیر لگائے پھر اُسپر عمل کیا - خانہ خدا و رسولؐ کو محاصرہ کر کے سیکڑون بے ادبیان گستاخیان کین غلیظ کا انبار لگادیا پھر درست کیا - صد ہا ہزار ہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگا کر جلا دیا پھر بزرگی کہان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے - امیر المؤمنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدون مین پڑہا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُست کہلاتے ہی رہے - پس تم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئے اِس ذلّ فصل کی باتون پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کرینگے -

اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ اسلام خلفاء ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا - یہی تھا - جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت مین جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس مین رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قایم رہے ہون اور کسی نے اِن جبار و قہار و ظالم خلیفون کو اِن حرکات سے روکا ہو وقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہیں ہوتا ہان مثل مصنف روضۃ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھر لین تو چنگیز خان
ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے
ہین ایسا ہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ مین دیکھو جدہر رخ کیا قتل و غارت
مار دھاڑ کر کے پس ماندون کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا خرچہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔
اسی لیئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہین
جسکا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد مین جس قدر جہاد
ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام
پر کمر باندہی اسوقت لحفاظت و راست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اس جنگ
و جدال مین جو مال ملا لڑنے والون کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدیؐ کے دیکھنے سے
واقعی ایسا ہی پایا جاتا ہے ۔ آنحضرتؐ کے وقت مین بھی بہت سے طامع و حریص
صرف مال لوٹنے اور حصّہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا
وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ مین موجود ہے اور آنحضرتؐ کی
حدیثین بھی ۔ چنانچہ اسی رسالہ مین ایک حدیث بشورہ رسولؐ اللہ با علیؑ غزوہ طائف
مین لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات مین ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے
اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا ۔ رسولؐ اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ
زر و غلام نفس برو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم مین آپ انصاف کرین ۔ اور آپ فرماتے
ولے ہو تم پر اگر مین ہی نا انصافی کرون گا تو انصاف کی اُمید کس سے
ہوگی ۔

اکثر ان منافقون کے اقوال و افعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہیں مگر لعمر بالمعروف و نہی عن المنکر
میں درگزر نہیں تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ و جدال میں بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو یہ عہد خلفائے ثلثہ جس میں تھا
خاصا ہر بونگ تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلاموں کی خواہش
میں دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ و جدال میں شرکت کی ہوگی مفلس قلاش بیکار لوگوں
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھوں کی فوج تیار ہوگئی اور میاں خالد سپہ
سالار بنگئے جدہر گئے قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت
پسند آئی ہر قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسولؐ دیکھو مالک
بن نویرہ کا حال جسے خالد نے باوصف اُسکے مسلمان ہونے کے صرف باغوائے نفس
شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔
پس جن لشکروں کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اُس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبریں صحیح پہونچیں اور فاروق اعظم
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی
بیکا نہ ہوا۔
مورخ لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت میں ابوسفیان نے پہلے حضرت علی کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو
موجود ہیں۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم میں کب آنے والے تھے۔ اُس نے
خلیفہ صاحب کو دھمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہیں ہو چنیں و چناں۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑا۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہل سنت کی رائے مین سمجھا جاتا ہے اور چھٹا یزید اسیطرح بارہ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین وہ مولفۃ القلوب کہلاتے ہین جو بنظر تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین۔ اُنھین مین ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبوی مروان کے حق مین بیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب اللہ مین مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر مولے عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اُحد کے شہیدون کے حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسول اللہ نے فرمایا یہہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہ

ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسول اللہ کے پاس ایک توارات کا نسخہ لائے آنحضرت خاموش ہوگئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہوگئے

اور عمرؓ سے خطاب کر کے فرمایا روئیں تجھے رونے والیاں کیا تو چہرہ رسول اللہؐ کو نہیں دیکھتا۔
عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے میں اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسولؐ کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسولؐ سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسول اللہؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑکر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہ۔
پس اب اہل انصاف غور کرین۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہؐ مین مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان راچہ بیان۔ ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہٗ وہابیّہ ونیچریہ ومہدویہ واحمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہی۔ اب ان فرقون کے اصول و فروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن وحدیث سے سند لیتے ہین۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہی مثل ابن تمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے۔ قرآن

اعجاز نہین مثل سید احمد خان نیچری۔ چوتھا کہتا ہی مین مسیح موعود ہون مجھپر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی۔ پانچوان کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے
اُسی کی جانب سے سب نیکیان و بدیان ہوتی ہین تقدیر مین جو لکھدیا گیا ہے وہ
اٹل ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدےٰ۔ چھٹا کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ
کا مزار اقدس معاذ اللہ صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و قمع
رسول اللہ کا روضہ انور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبد الوہاب
نجدی۔ ساتوان کہتا ہے نعوذ باللہ منہا رسولؐ اللہ کا مرتبہ خدا کے روبرو
مثل ایک چمار کے تھا۔ مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ آٹھوان کہتا ہے کان
محمد رسول اللہ یعنے تھے محمدؐ۔ اب کلمہ مین کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی۔ غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت
خدا اور رسولؐ و قرآن مجید مفصل کتابون مین درج ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے
ہم نے لکھدیا ہے۔ مگر عبد الوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہین۔ کتاب جواہر الا
لقان اہل سنت سے عبد الوہاب نجدی گوکہ دعوے حنبلی مذہب کا رکھتا مگر حکومت
کے زعم مین بے ادبی و گستاخیان بہ نسبت جناب رسالت مآبؐ و اہل بیت
اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کردی اور گستاخی و بے حرمتی
حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارتگری اموال پر کمر باندہی۔ سنہ ۱۸۱۲ء مین
ایک لشکر جمع کیا لوگون نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کردیا ایک کتاب التوحید تصنیف کرکے اطراف و جوانب مین
مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہوگئے۔

سنہ ۱۲۱۲ابن سعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل پہ وپنچا طائف
پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو
لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ مین آیا او جو حق غارتگری
و قتل کا تھا خاص بیت اللہ مین کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کر کے
مال اسباب جو ملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے
وہان سے مدینہ پہونچا وہان بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ نبویؐ کے
انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ
کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ مین اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف
ملحقہ حجاز و عراق و نجد مین قتل عام شروع کیا کربلائے معلےٰ کو بھی خوب لوٹا
اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و سیکنند۔

پس معلوم ہوا کہ یہی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔
اور وہ وہ ایجادین اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبویؐ مین واقع ہوئے
کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا و رسولؐ کے احکام پر نہ ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے
خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ پکا اُس رسول خاتم النبیینؐ کی بعثت لانجم غیر زوال تا قیام
قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول اللہ کی
بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسولؐ پھر
یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقون کا جدا ہوجانا اور خدا و رسولؐ کے احکام
صاف صریح مین شاخین لگانا اور تاویلات لاعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ اگر خدا اور رسولؐ کے حکموں کے سیدھے اور صاف معنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا و رسولؐ نے دیئے تھے اُن پر پورا پورا عمل کیا جاتا تو اسلام میں کیوں رخنے اور خرابیاں پیدا ہوتیں مگر نفسانیت و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور ہے۔ اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کبھی تلوار اُٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر میں صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ پھر کیف سو سے کم آپ پر ایمان لائے اور وہ حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہوگئی ہرگز نہیں بلکہ صاحب شریعت رسولؐ برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرت سید الانبیا خاتم المرسلین دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیئے ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصایح سنکر مسلمان ہوئے جب مدینہ والوں نے بعد قبول اسلام اپنے یہاں بلایا خدا کی مصلحت یہی ہوئی کہ ہجرت کریں مدینہ میں تشریف لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانوں کی تخریب میں سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت میں بہ نسبت عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق کی ہے وقلیل من عبادی الشکور قرآن مجید میں اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہیں۔ ابتدائے آدم سے تا ایندم عام اور خاص میں تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسول اللہ کے عہد میں بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب واقرار باللسان کرکے ایمان لائے اُنھین کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہی۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ وہر حال مین تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہ خلافت اول وثانی وثالث مین بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کہتے ہین۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہین باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسول خدا افضل البشر وچند اصحاب مثل ابوذر و عمار ومقداد وسلیمان وغیرہ وعباس وعبداللہ وفضل وغیرہ بنی ہاشم کو مخلص سمجھتے ہین۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہین تو حضرت علیؑ کا پلہ بھاری ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اون کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے خم غدیر مین بالضابطہ خلیفہ وجانشین بنایا جس کی تفصیل وتشریح باب خلافت رسالہ ہذا مین درج ہی۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثین جوہر صاحب نے لکھین امامت نماز وخلافت کی بابتہ اُنکی کچھ اصل نپائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسول خدا مین ہوئی۔

ہان امام شورہ مین جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کسطرح کا تھا آیا چند معزز خاص لوگ ایک جگہہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کین یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری ومسلم مین جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ کچھ انصار ومہاجر سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے انصار کہتے تم مین سے مہاجر کہتے ہم مین سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابوعبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ وائے تھے بولنے لگے ابوبکر

سے اُن کو روکا خود بولنے ہم میں سے امیر ہو تم سے سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہیں میری بولنے کی یہہ وجہہ تھی کہ میں نے عمدہ عمدہ الفاظ جو بہ مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے تقریب کے لیئے سوچے تھے اور اِس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکینگے مگر ابو بکر نے خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے ایک تم میں سے والی نہ ہو۔ آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ جراح موجود ہیں اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے بہتر ہیں رسول خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی ہم سب راضی ہوگئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا ہی تھا۔ یعنی وہ ہلڑ ہشت ہشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہوگیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپنے کل مومن و مومنہ کے مولا ہونے کی مبارک باد دی اُسیوقت سے یہہ عمدہ چیدہ الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمر نے ابوبکر کو امام بنا دیا ویسا ہی یہاں بھی مدعی سست گواہ چست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کر لی اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطاب کی یہہ پولٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو ساٹھ سالہ ہو ہی چکے ہیں برس دو برس برائے نام اگوا کر لو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلےٰ رکن اسلام رہے۔ جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھوں نے بمصداق من تراحاجی بگویم

تو عمر اجا جی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند خلافت بنام جناب عمر لکھادی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسول اللہ نے تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین مسلمانون پر انتخاب منحصر کردیا ہے پھر ہم خلاف فعل رسول اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت و ولیعہدی لکھے دیتے ہین صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد کروگے۔

اب جناب عمر جب مرنے لگے تو فرمایا کہ میں اگر کسی کو خلیفہ کرجاون تو مجھ سے بہتر شخص یعنی ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کرجاون تو مجھ سے افضل تر رسول اللہ نے امت کو بے خلیفہ کے چھوڑا ۔ ایں آپ نے یہہ دونون طریقے ناپسند کرکے چھ اصحاب خاص پر جن مین عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہوئی مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق جو بعہد رسول خدا کے منہود ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلادیا۔ اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن جاری کردیا جو ابتک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا غیر ترتیب ہونے کا اعتراض ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہوگئی ورنہ منزل من اللہ ہونے مین شک و شبہ نہین ہے۔

اِن خلافتوں میں حضرت علیؑ و اُنکا گروہ ناپرسان حالت میں رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہیں آئے بہت سی مثالیں کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور غصہ ور کے عہد میں بھی آپنے احکام دینی میں اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابو طیبان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ میں ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع عقلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہوگیا تھا عمر۔ اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے میں عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے میں پناہ مانگتا ہوں جبکہ علیؑ موجود نہ ہوں۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیوں راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار شر ربار خلفاء ثلثہ سے کیوں نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے۔

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیاء و اوصیا اگر دیکھی جاویں تو ظاہر ہوجائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندوں کے اعمال و افعال قبیحہ پر با وصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑہی ہوئی ہی۔ عموماً کل انبیاً کا حال باستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو نبوت و پادشاہی جن وانس ملی دیکھا جاتا ہی تو اپنے عہد کے بادشاہان جابر وظالم سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہی مگر تبلیغ رسالت و احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجا آوری مین سر مو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم وشدائد و عذاب وعقاب ظالمون نے اُنپر کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتا کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان خدا کو وحدہ لاشریک لہٗ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگون نے اُن کو رسول اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص ہی محبوب ہوئے باقی عام خلقت کافر کی کافر رہی حضرت داؤد و حضرت موسےٰ وغیرہ بعض پیغمبر ان کو جہاد بحرب وضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی یہ تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری کی ہوس مین قتل وقمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسےٰ کے بھائی حضرت ہارون۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول وبرگزیدہ شخص کیونکہ خدا ئے قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہی اور اپنے بندون کی رہنمائی و ہدایت و پند ونصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید عصر و یگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور رذائل سے منزہ موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے دو ایک دستور العمل ملتا ہے بذریعہ صحیفہ یا وحی یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وصی ہوا تو رسول کے ذریعہ

سے بہر کیف خدا کی جانب سے سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسیٰ اور ہمارے حضرت سے مشابہت تامہ ہے اور خود ہی آنحضرت نے اپنی امت موسوی سے اپنی امت کو مشابہ ہونا فرمایا ہے۔ عمر خطاب نے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے مزید کی

پس دیکھو حضرت موسیٰ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھاتے ساحر و کاہن وغیرہ الفاظ یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارون وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا آپ نے اپنی اُمت کو حضرت ہارون اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لیگئے۔ یہاں سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گوسالہ پرست کر دیا حضرت ہارون سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسیٰ واپس آئے پھر قوم کو جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ حضرت موسیٰ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین ہیں سب انبیا کے کمالات آپ کو ملے۔ اور آپ بھی اسی عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ والے تکلیفیں

دینی شروع کین۔ اللہ اکبر ابتدائے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین اور جو طعن وتشنیع استہزا ہنسی ٹھٹھہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالتا ہی کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہی کوئی کاہن وساحر ومجنون کہتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہی یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود وملعون نے حالت نماز مین آپکے گلےمین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا۔ ابوجہل مردود علانیہ آپکو برا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا۔ مگر آنحضرت نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب آپکے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبداللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال مین آپکے ممد ومعاون رہے جب یہہ حال سنتے سخت صدمہ گزرتا اور بدلا آپکا اُن نااہلون سے انتقام لیتے۔

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ وانگی زوجہ مکرمہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی رتیلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین اُن کی چھاتیون پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم وستم جاری رہا مگر آپ ہر حال مین صابر وشاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے۔

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے کلمہ حق سنکر راہ راست پر آوین مگر اُن ناعاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان تھے آپ کو مجنون ودیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون ودیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز آپنے قبیلے کے آدمیونکو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا مین خدا کا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتون کو چھوڑ دیہ لکڑی و پتھر ہین اور دیکھون اِنمین سے کون شخص میرا مددگار وجان نثار خدا کے کامون مین اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ گو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہ مین آپ پر جان قربان کرونگا آپکی مدد کرونگا خدا کے کامون مین آپکا سپر ہونگا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر او رجانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس سالہ جوان او رایک لڑکا چاہتے ہین کہ تمام جہان مین حکومت کرین غیرہ وہ تو ہنس ہنسا کر منتشر ہوگئے۔

اللہ جل شانہ نے آپکے کلام مین وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دے سکتے۔

غرض ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانون کا ہوگیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کی اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے آپ نے بسرداری حضرت جعفر ابن ابطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے بتیرہ آتی اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہان بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے خداؤن سے انحراف کرکے آئے ہین اُنکو ہمارے سپرد کردو بادشاہ نے حضرت جعفر کو مع اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہؐ کی نبوت ورسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولےٰ قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہؐ کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کر دی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا رکا خوبصورت لائق ہنرمند جسے تم پسند کرو لو ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے

پھر ابوطالب کے رعب و داب افہام تفہیم سے صلح ہوگئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہو کر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان سطرودنے اوباشون کو جمع کر کے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کر دو سب لوگ اس بات پر متفق ہوگئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ جبرئیلؑ امین یہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و مصلّے ہمپایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سلا کر آپ غار مین پوشیدہ ہوجائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہ مقام خطرناک و آزاردہ ہے۔

آنحضرت نے اپنے بستر پر حضرت علی کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ میں ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی میں جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تین شبانہ روز غار میں رونق افروز رہے۔ بعدہ مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔

یہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہی۔ اور اکیاون سال میں ہجرت پس دس گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ میں رہا کر بے فسانی جہاد فرمایا کیئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اس وقت اصحاب کی جماعت میں کثرت ہوگئی تھی جسمیں بہ نسبت مہاجرین کے انصار زیادہ تھے۔

مگر اس نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجرین و انصار بھی آنحضرت نے حدیبیہ میں جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچے کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطیں اپنے مفید و خاطر خواہ پیش کیں وہ سب منظور کیں جس میں اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ میں محمد رسول اللہ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیوں یہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ میں محمد ابن عبداللہ درج ہونا چاہیئے چونکہ رسول اللہ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہہ قدرت و جرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹادون آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنادیا صحیح بخاری مین مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابتہ یہہ کہنا کہ کبھی ایسا شک بنوت آنحضرت مین مجھ کو نہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائیشہ سے نقل مین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب دختر رسول خدا و ابوالعاص شوہر اُس کے کے مگر رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ دونوان مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام مین فرق نہ کر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا کردیا مگر اس تفریق پر قادر نہوئے یعنی لاتنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائیشہ فرماتی ہین کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائیشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہوتا تو مین خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرت خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کر سکے ابتدائے بعثت والے سقسبول مین سورہ قل یا ایھا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے معنی یہہ مین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہین۔

جوہر صاحب نے قول جناب علی مرتضے صفحہ ۲۶ اسرار الہدے مین جو استحکام خلافت ابوبکر مین لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت مین لکھ آئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فے امرتہ المومن

یستمتع فیہا الکافر ویبلغ فیہا الرّاجل ویامن فیہا السبل ویوخذ بہ للضعیف من القوی حتی یستریح بر ویستراح من فاجر۔

ترجمہ چارہ نہین آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا اجل اور راستے امن مین رہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔

پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔

رسول اللہ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیاء مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔

آنحضرت بھی دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائے وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہ کو حکم جدال و قتال نہ تھا صبر و شکر ضبط و تحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر و سکوت کی رسول اللہ کی طرف سے وصیّت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب و خوارج بصرہ و شام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرت باوصف ایذا رسانی کفار کلمہ
حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا
استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے۔ جیسا رسول اللہ نے حدیبیہ مین کفار سے
دب کر بقول عمر خطاب مگر نہین مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسول اللہ کا
لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپ نے ابوبکر سے صلح کر لی۔
اور بقول جناب عائشہ خطبہ مین فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہین دیکھو حدیث
بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس مین بیعت کا وجود مقصود ہے اور جبکہ اس حدیث
صدیقہ مین بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثین بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب وصنوعی
ہین۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑہتے گئے
ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سرفروشان وفاشعار
روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین مین بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
نوّے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا بقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانی
سے اُمت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات
رسولؐ خدا امت محمدی راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے
مماثلت یوشع بن نون یا حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے
حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ
کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و
قتال کیا۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً
بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

شیاطین طائف کی سنت۔ اور اگر ہے مین بصورت دلیا انگان کس پرساد
اور بے حفظ پاس ننگ وناموس کا بھی فقرہ جو بر صاحب کی ایجاد ہے
خیر یہان توشب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل مین جناب
عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن مین ہزارہا نواصب وخوارج کی صف مین حاضر رہکر
زبان مبارک سے اقتلوا العلی وانصاره کا نعرہ مارتی تھین۔ اور معاذ اللہ بروایت
بخاری رسول اللہ کے کاندہے پر چڑھ کر رقاصونکا ناچ دیکھین۔ وہان ننگ وناموس
کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرت نے باوجود ظلم وجبر
کفار مکہ وتوہین وتذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر وفاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب
سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علی الکفار وغیرہ صحابہ
خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گردن پر پھری یہانتک
کہ کفار کے خوف سے غار مین پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار
زمانہ معین تک کسی مرتد ومنافق کے گردن پر نہ پھری اور صبر وشکر کا حکم تھا فرماتے
رہے مگر ہان جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی وزیادتی کفار کی وجہ سے
حکم جہاد ملا تو ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل وصفین ونہروان مین نواصب و
خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ مین بے نظیر اور عدیم المثال ہے
تاریخ ذہبی مسعودی سنی المذہب دیکھو جنگ جمل مین تیرہ ہزار نواصب وخوارج قتل ہوئے
اور آپ کے ہمراہیان باایمان مین سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر
دیکھو حق وباطل مین یہ فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حرب وضرب مین
ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک نیتے کا فر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو سو مین ایک نے جان جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ مین دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیان ہوئین شامیون کے کشتون کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہان وہی معدودے چند شہروان مین بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہی۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ مین اُس طرز و طریقہ سی رہنا جہاد و پر مذکور ہوا۔ قل یا ایہا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبۂ اسلام بھی حدیبیہ مین شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ نہ لکھنا بلکہ اس لفظ کو خود محو کر دینا۔ غار مین پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا کہ انسان کو چارہ نہین امیر سے نیک ہو یا بد مومن کو اُس کی حکومت مین بسر کرنا چاہیئے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے کیا بعینہ وہی حضرت علیؑ نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوطؑ الٹ دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علیؑ بھی سب ہی کچھ کر دکھاتے مگر یہان تو اطاعت خدا و رسولؐ کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بعیت کی اُن کی اطاعت مین رہے شورہ خلافت مین شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیئے۔ ہم کہتے ہین بعیت کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہین ہے۔ خلافت مین نہ شریک ہونا خط سعاؔ بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علیؑ کو امر خلافت مین اُنھون نے یعنی ابوبکر و عمر نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہین لو فرضنا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑہی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑہ لی ہوگی۔ اور جب بمسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر لیا ہوگا اطاعت خدا و رسولؐ مین بھی خلفار کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت مین مصروف ہیں اپنے گھر قرآن جمع کرنے مین دیکھو خلفار کے عہد مین صدہا لڑائیان ہوئی ہونگی کسی مین بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہین۔ پس جیسا اور انبیا و خود رسول اللہؐ غیرون کی حکومتون مین بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ مین حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھ لینا چاہیئے سر مو فرق نہین ہو۔

اب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے جاری کیا اور ابتک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہین رکھتا جس سے تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کہتے ہین کیونکہ جب کتاب اللہ مین مخالفت و طریقہ رسول اللہ مین منافقت بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت و بجا آوری احکام مین بعد المشرقین کا فاصلہ رہا اور جبکہ اسلام حقیقی مین طرح طرح کی ایجادین اور اختراعات جب تصدیق رسول اللہ کی گئی تو وہ اسلام کہ جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک مین تھا پس ظاہر ہے کہ اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ان سیرت شیخین و سنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع و اتفاق کر لیا ہے وہی سنت واجب التعمیل قرار پا گئی خدا و رسولؐ کے حکمون کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اب تک نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے و کرشمے دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسولؐ کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسولؐ اللہ میں بفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کو س لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہر گھسیٹا ہزار منہ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دو ابھی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہی تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بتاتا ہے اور رسولؐ خدا کا حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار نہ پائی نہ عام پر اور وہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بیکار و بے سود رہا۔ نہ کم کا نہ گھاٹ
انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت
و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاہ و مناصب
دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے رد گرداں
کر کے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا۔ آیات بینات مین تاویلین بیجا
توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے
اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ
وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ صاف معنے یہ ہین۔ غسل دو اپنے منھ
کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سرکو اور پیرون کو ہڈیون کے جوڑ
تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑہائی ہوئی ـــــ اور زیر زبر پیش کے زور سے
وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دہونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین
لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دہونا منھ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور
پیرونکا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک
ٹانگ۔

رسول اللہؐ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تھا سب لوگ سیدھی طرح سے
پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہ
ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی۔ اِسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑہتے

پڑھاتے رہے ہاں جمع ہوکر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا -
دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو العلےٰ اور حاکم اور بیہقی انس سے
روایت کرتے ہین - عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر
نکلے راہ مین بنی زہرہ مین سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہان جاتے ہو عمر نے کہا محمدؐ
کو قتل کرنا چاہتا ہون اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیون کر امن ملے گا عمر نے کہا
شاید تو بھی بے دین ہوگیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو بتاؤن تم کو
خبر نہین تمھاری بہن اور بہنوئی دونون بے دین ہوگئے - عمر یہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے
اُس وقت ایک انصاری خباب بن الارث سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش
ہورہے اور کسی گوشہ مین چھپ گئے - عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ نرم آواز
کس کی تھی دونون نے کہا آپس مین باتین کر رہے تھے - عمر نے کہا تم دونون
بے دین ہوگئے ہو - بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا
بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ مین آکر کہا کہ خدا
وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول - عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑھ رہے تھے مجھے
دکھاؤ - بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگون کے دوسرا نہین
چھو سکتا - جا غسل کر - عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہوکر آنحضرتؐ
کی خدمت مین آکر مسلمان ہوگئے -
پس ثابت ہوگیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہوگیا تھا اور مسلمان
دیکھ کر پڑھا کرتے تھے - حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کرکے چاہا مسلمان لوگ
اِسے استعمال کرین مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسول خداؐ کی حدیث بمقبولہ فریقین

موجود تھی (نسبت آن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپ سے زیادہ قرآن کے رموز ونکات ومعنی ومطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسول خدا کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہئیے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہو گئی اور جبکہ مثل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید وکارگر نہ ہوئی ہان جو لوگ مصدق حکم خدا ورسولؐ تھے یا اب ہین وہ مخالفت ومنافقت سے دور رہکر آیات بینات کے معنی ومقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھ رہتے ہین نہ تاویل کرتے ہین نہ توجیہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک وشبہ نہین ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثلاً عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرت نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسول اللہ مین ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ۔ مین ملا کاشانی کی تفسیر شرح ان علیا مولے المومنین۔ امام فخر الدین رازی نے بنقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت مین مذکور ہے امام رازی کہتے ہین کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ مین متواتر نہ ہو یا ان صحابیون کو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے اور دونون صورتون مین بڑی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہین ان کے بیان کی کہانتک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت ان کے رد قول مین فساد ظاہر کرتا ہے اور بیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہان کمی وبیشی

قرآن برحج بگڑ گیا ہے۔
بہرکیف بیشی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہین دی پس جو کچھ موجود رہا اور ہے واجب التسلیم و تعمیل۔ ہمکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن عہد خلافت اول مین زید بن ثابت صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کر کے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اسپر عملدرآمد ہوا وہ کیون غیر مفید و بے کار تصور ہوا اور تمام جلدین اطراف و جوانب سے طلب ہو کر جلادی گئین۔ مروان کی وزارت مین یہہ قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب شان نزول مین فرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی عہد رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج اوقات اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیون غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیون جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان سطرود وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دہبہ تا قیام قیامت باقی رہا اور انھین کے نامہ اعمال مین قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت مین اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیون نہ جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اعتراض معاذاللہ رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہے۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیون نہ کیا اور کیون ایسا چھوڑ گئے کہ ہر خلافت مین بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی مگر نہین آنحضرت، قرآن جسطرح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کر کے مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہان یہہ ضرور بتا دیا کہ کتاب اللہ مین مخالفت اور طریقہ رسول خدا مین پیدا کرنے والا فلان مردود مطرود

ہے اس سے ہوشیار رہنا اس کے مکرو فریب مین نہ آنا دین ہی ایجاد دین نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرت نے فرمایا دیا تھا۔

حضرت علی کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ مین آکودین اور علم بغاوت و خالفت بلند کرکے جدال و قتال پر آمادہ ہوئین مجبور انکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوئے اور لڑ بھڑ کر انکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین مین صف آرا ہوا اُس سے بہتر لڑائیان پے درپے ہوئین۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی سنی التہ حضرت علی نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ مین نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور مین نے تمہارے لیئے صاف رستہ چھوڑ دیا تحقیق اللہ مکارون کو نہین ہدایت کرتا۔ شامیون نے ایک نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسول خدا و علی مرتضیٰ صف جنگ مین پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیت پر مار مار کر سقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار کر تم سے لیتے ہین تا کہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن نیزون مین باندہ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علی مین تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہین اُس سے نہین پھرتے۔ حضرت علی نے فرمایا از دف ہو تم پر اُنھون نے یہ قرآن اس لیئے نہین اٹھائی

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہین فقط مکر و فریب و جعلسازی سے یہہ قرآن

نیزون پر بلند کئے ہین اور مین اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہون کہ وہ قرآن کا حکم مانین

انہون نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ مین قرآن ناطق

ہون میرا کہنا مانو اور سچ پر قایم رہو مین خوب جانتا ہون معاویہ اور عمرو عاص اور ابن ابی معیط

حبیب بن مسلمہ و ابن ابی سرح وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہین ہین اور مین اُن کو

خوب پہچانتا ہون اور اُنکے چھوٹے بڑون کو جانتا ہون کہ نہایت بدترین اطفال و

مردان ہین۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے

دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابوموسے اشعری ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے   دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرربار فے النار کیا اور کوفہ مین واپس تشریف

لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رایج کرنا ایسے انقلابات عظیم مین کیونکر ممکن

تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلافات

و منافقت معنی و مطالب و مقاصد مین ہوئے ہین اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار

و امصار سے جلدین قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا پس جیسا جناب رسول

خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عایشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے

ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی مناسبت

نکلی ہے۔

اب حدیثون کا طومار و انبار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی اِن حدیثون سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک علٰحدہ مذہب قایم کرتا ہے قریب آئی فرقے گمے تو شیعہ ہو گئے ہین جنکا شیعہ نہین اور کس قدر ہو نگے اور انہین حدیثون کے وسائل و ذرائع ست ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جائینگے۔ حدیثین کیا ہین ایک بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائین ہین جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہین خود علمائے اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات ہین اہل سنت کی مسند ابو حنیفہ خوارزمی مین لکھا ہے کہ کہا یحییٰ بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثین بنائین اور رسول خدا کی طرف ان کی نسبت کی شافعی نے لکھا کہ واقدی کی کتابین سراسر کذب و لغو ہین۔ انہین واقدی صاحب کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شائع ہون تو کیا ٹھکانا۔ ابو جعفر اسکافی نے بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت انہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت انہین علما و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابو بکر بیان کرتے بنی امیہ کی اسباب پر کہان قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے مین اٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون اخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و اولاد علیؑ کو محو کرین اور ان کے فضائل و مناقب و سوابق کو مٹائین چنانچہ اسی لیئے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم کرین اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین کہ ان کے فضائل نہ بیان کرین پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہیں کرتے نہ نام لے سکتے ہیں اور اہل مذاہب جس قدر ہیں
وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کر دیں تاویلات
بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لیں۔ خارجی ہوں یا ناصبی عثمانی ہوں یا معتزلی یا
جو فرقے ان فرقوں سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی
کریں۔ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی سال تک
رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک
جو والی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہیں تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر ایسا
مجبور کرتے ہیں کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہ ہوں
دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ ان ظلم و
ستم کے جو اہل بیت اطہار و صحابہ خدا و مدینہ رسولؐ پر کیے لوگوں کو اس بات پر
مجبور کیا کہ قرآن کو بقرات عثمان پڑھیں اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو
ترک کریں جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بس بیس برس کی
سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی میں تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہو گیا
اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑھتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے
بلکہ موضوعات سے خیال کرتے۔

وضع حدیث کے مرض میں ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و وسائط
جداگانہ تھے بعض ان میں زنادقہ تھے مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنہوں نے
صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثیں بنائیں۔ ابو العینا خود مقر ہے کہ ہم نے
اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

قبول کر لیا مگر ابن شیبہ ہادی نے کہ جو بیان کیا کہ اہل حدیث آنحضرت سے مینن جانتی ہین بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول آلام کی خدمت مین گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چارسو حدیثین وضع کرکے کتاب مین داخل کر دین اب کیا کرون اکثرون نے حرف درد دین وتحفظ قرآن مجید کے لیئے حدیثین بنائین تاکہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کرین مثل ابی عصمہ ونوح بن مریم مروزی ومحمد بن عکاشہ کرمانی واحمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثین ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر شاگردان عکرمہ انسے واقف نہین ہین تو ابی عصمہ نے کہا کیا کرون مین نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابوحنیفہ ومغازی ابن اسحاق مین مشغول ہین اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہین اسلیئے مین نے بحمد اللہ یہہ احادیث وضع کین - بہرکیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا ہو مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی واہل بیت اطہار مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے -

مگر ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علی ع واہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب بڑھتے رہے اور اُن کے اعوان وانصار جن کو جناب رسول ص خدا نے بلقب مکرم ومعظم شیعان علی مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علحدہ اور اِن انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا ورسول ص وخلیفہ برحق مین ثابت قدم وراسخ دم رہے - مگر وہ ہی قلیلاً من عبادی الشکور -

دیکھو ازالۃ الخفا و روایت بخاری جب خلیفہ دویم عمر خطاب پر ابولولو۔ وار کاری لگا تو عبداللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے ہوا اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین دی کہ تم صحبت رسولؐ خدا و ابوبکر مین رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ پس ثابت ہوا نبی ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ برحق بلا فصل سمجھا کیئے ہر ایک عہد مین ہر ایک سلطنت مین شیعیان علیؑ کی تمیز و شناخت علے الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیہ ابتدائے آدم تا ایندم۔ دیکھو معرکہ کربلا مین کہ لاکھ شامیان ناہنجار کے مقابلہ مین صرف بہتر ۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علے قرار پائے بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لیئے لاکھون حق پرست کامل الایمان ظاہر ہوگئے نبی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ مین خدا کی شان اُس کا فضل شامل حال تھا چنانچہ یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہوجائین چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ مین سکن پذیر ہوئے۔ مدینہ مین جو ہونا تھا ہوا کیا۔ اسیطرح ہر زمانہ مین آئمہ معصومین علیہما السلام و اُنکے شیعہ با ایمان و الیقان وہی قلیلاً من عبادی الشکور موجود رہکر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا کی وحدانیت رسولؐ اللہ کی رسالت وصی رسولؐ کی بلافصل خلافت پر سنا فقین امت کو رغبت دلاتے رہے تا اینکہ آج کروڑون قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسولؐ اللہ

سے آگنے والے بعثت کے بعث نشر ہونے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے اختلاف
بلاتامل کے قائل ہیں موجود ہیں اللہم زد فزد جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور
محمد کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا بشیر و نذیر صلعم بعد از خدا
بزرگ تو ئی قصہ مختصر ۔ اور علیؑ ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین
خلیفہ بلا فصل رسول اللہ اور ان کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و معصوم و سردار
اُمت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہیں پس اسلام حقیقی جس کی نسبت
خداوند جل و علا نے رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا ہے یہی باقی ہوس۔
دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علیؑ سے متابعت کلی رکھتے
ہیں اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعوں کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے
بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محل نے
تو اس اقرار متابعت دوامے شیعہ کے ساتھ ہمارو ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی
اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقائد و حاشیہ شرح العقائد
میں جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور تمثیل میں کہا ہے
کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہیں اس چیز سے جو مروی ہے انکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہیں شیعوں
کی عصمت کو انھیں ائمہ میں فرماتے ہیں اس کلام میں اختلال ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت
علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان ائمہ کو مجدد دین انبیاء دین بنانے والا جانتے
ہیں اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعوں پر محض افترا ہے اور بہتان ہے
اگر مقصود اس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے
ہیں کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہیں اور عادل تر ہیں

اثنا عشر ہیں ہر یانتک کہ انکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہل بیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت و عصمت کا دعوے غلط ہی تو ایسا گمان اور دعوے کرنا موجب تزلزل ایمان ہے یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہل بیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ عدول اُمّت سے ہون پس ایسا دعوے محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہے کلامہ جزاک اللہ خیر اس امر تقریر سے علاوہ لغزفیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدی علیہم الصلواۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جوہر صاحب نے ان فرقہای اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہی کیونکہ کل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فے النار پس شاید امام ابوحنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسکی کثرت ہے پس ابوحنیفہ کو دیکھنا چاہیئے اُن کی نسبت علمائے متقدمین اسلام کا کیا فتوےٰ ہے۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابوحنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم قرآن سیکھو۔ ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھوگے تو مسجدون مین بیٹھکر لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہوگیا ساری ریاست تمہاری جاتی رہے گی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین اور

ایسے محدث نہین کہ دنیا مین ہماری برابر حافظ حدیث ہو مگر انہو لوگون نے کہا شبہا پڑ
مین مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب و خائن کہکر بدر کردین گے۔ مین نے کہا
ایسی علم کی مجھے حاجت نہین۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھین لوگون نے کہا معلم ہو گے تمہارے
آمدنی دو تین دینار ہوگی۔ ہم نے شعر کے فن مین مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگون سے نے
کہا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی مدح کی اُس نے کچھہ ندیا تو ضرور تم ہجو کہو گے اور پارسا
ہو تو ان پر تہمت لگاؤ گے۔ تب ہم نے کہا علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا
نتیجہ یہہ ہوگا کہ کفر و زندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کئیے جاؤ۔ اگر بچگئے تو
ہمیشہ مذموم و ملوم رہوگے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے
فتوے لینگے قاضی بنا دینگے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھہ
لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی
نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب تشریف لایا کرتے
ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد و منافع کو ترجیح دی کہ اسمین فائدہ زائد ہی
اور اُس مین وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہان علم کلام کے تین اُستاد مسلم الثبوت ہین یعنی
ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے ان تین کا اُستاد نہین
مانا۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیۃً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور۔
بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی رسول خدا کے
ان کے زمانہ مین تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی حال مین مولوی شبلی
صاحب بھی سیرۃ النعمان مین اس بات کے مُقر ہین پس حدیث سے کنارہ کشی اس سے
بڑھ کر کیا ہوگی۔ لسان المیزان مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اس کا اُستاد

ابوحنیفہ مخالف ہیں حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرے میں نقل کیا ہی کہ حنفیوں کی کتابیں مثل فروخ کی مشک کے ہیں کہ ظاہر تو تمام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہیں مگر داصل سب مسائل ان کے غلط ہیں۔ عمارۃ المساجد مولوی محمد سعید میں لکھا ہے کہ یہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے میں حکم دیتے کہ اس کو خنزیر یعنے سور کی دم سے چسپاں ڈالو اور خلیفہ دویم کے بعض حکم کو ہذیان و مجنون بناتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے جن کو شاہ عبدالعزیز امام اہل حدیث کہتے ہیں اپنی میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان میں ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینوں ضعیف ہیں پشتی پس ضعف اسی کو کہتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ کل روایتیں ان کی غلطی اور تصحیف و زیادت سے مملو ہیں اور عبداللہ بن علی نے عبداللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کی روایتیں از حد ضعیف ہیں کیونکہ اس نے کل پچاس حدیثیں روایت کیں مگر سبھوں میں غلطی کی اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہیں کہ کہا ابوحنیفہ نے جب میں مکہ معظمہ کو گیا تو حجام سے تین سنتیں سکھیں کیونکہ جب میں حجامت کے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونوں ہڈیوں تک حجامت بنائی۔ کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے سیکھے اس کی تقلید احکام خدا میں جیسے فرائض و زکوٰۃ و دیگر امور اسلام میں کیونکر کیجا سکتی ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری میں ہے۔ بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ منحوس کوئی مولود اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔
ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوحنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلوں کا گروہ بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہیں مگر باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہا ہے۔
قاضی القضات ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابوحنیفہ میں لکھتے ہیں کہا ابوحنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتوں و گرویدہ ہو رہے ہیں تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہوں تاکہ امام علیہ السلام اُن کے جواب سے عاجز ہوں پس میں نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام پہلوئے خلیفہ میں جلوہ افروز ہیں۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے دربار میں نہ ہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے میں بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا اباعبداللہ یہ ابوحنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہاں میں پہچانتا ہوں۔ خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس میں نے وہ مسائل پوچھنے شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب شکست فرماتے کہ میں لاجواب ہو جاتا آخر چالیسوں مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق اعلم الناس ہیں اور سب سے زیادہ فقیہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ بطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا - ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے - ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت مین گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگون کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جاینگے اور انپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیان ہمکو قرض دو رجعت مین لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کرین اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے مین کیا عذر - ابوحنیفہ شرمندہ ہوکر ساکت ہوگئے -

ہزارون موقع ایسے ہوئے ہین کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابین دیکھنا شرط ہے -

امام اعظم کا خطاب آپکو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہلبیت کرکے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کردیئے - معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بہ لفف حریر مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و بہن کے ساتھہ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی - اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین اور اُس مین کسیکو اختلاف نہین ہے - قاضی یحییٰ بن اکثم جو بڑا

عالم اہل سنت کا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابوحنیفہ
نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین -
اِسی طرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھا وضو کرے
اور کُتے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ
ہوئے اور اللہ بزرگ است اور دو برگ سبز کہکر مرغوان کی طرح دو چار ٹھونگین لگاکر
بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہی - جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین صفحہ
دو سو چالیس مین مذکور ہے - اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ ہاتھا ابوحنیفہ
نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان
ابوبکر و ابلیس واحد ہے اِسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے
تو جائز ہی - پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابوحنیفہ کا مذہب نہایت
مرغوب ہوا ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است - نہایت مضبوط اصول
اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اِس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ
سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اصول کو
تابع اِن سلاطین کا بنا دیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا -
چونکہ ظالم کا ظلم مکار کی مکاری بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابوحنیفہ نے بھی
اِس کام اچھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھویا پہلے
اُنھون نے دو مرتبہ کفر و زندقہ سے توبہ کرائی آخر مین یزید بن عمرو بن ھبیرہ نے جو
مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابوحنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے
جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے -

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے
ابو حنیفہ نے امام برحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس ۴۰ مسئلہ لوچھکر اُن کو عاجز
و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو
پہونچ گئے اب جنت مین نہ معلوم کس قالب مین تشریف لا وین۔ مگر آنکا فتنہ
فرو نہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب
کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرمائینگے حنفی۔ مگر نہین جانتے کہ امام اعظم
صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور نہین
سے گئن گاتے ہین۔ حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
کفر کا فتویٰ دیا اور امام غزالی کا فتویٰ ہے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا حتےٰ کہ جن امام
غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جایز ہوا وہ ائمہ سلف سے اپنے امر اہل سنت
کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود غوث
الاعظم عبد القادر جیلانی کی شہادت ابو حنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حسہ اول
ذو الفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین مشرح درج ہے۔
مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگونکا خیال ہے
امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین مین روما لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی
اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کر لیئے۔ اس عبارت کو مصنف
نے ابو حنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصارا اب فرمائیے شریعت
کہا و احکام خدا و رسول کی تبعیت کجا ۵

این چہ شور یست کہ در دور قمر مے بینم ۔ ہمہ اسلام پُر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت آپ نے سنی اگر اور مفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہون تو کتابین دیکھو پھر کہو

خ کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر ہیچ اور خیال فاسد کثرت عدد رسول کے نزدیک ممدوح نہین نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کرور بہتر لاکھ ۲۷۲ تیئیس ہزار چارسو اکتیس مین ۲۰ کرور سٹر لاکھ ہندو پانچ کرور ستر لاکھ مسلمان بیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر لاکھ بودہ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو سب کیفیت بہ نسبت بودہ وعیسائی کے مسلمان کئی حصہ کم بیٹھے علاوہ اس کے جب مسلمانون کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل ناز نہین ہے

کجا بودم اکنون کجا آمدم زنجار تسمہ اما بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلثہ نے جو شرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اُس کی ڈیجیان تو یون اُڑین کہ بد تر از کفر ہوگیا ع گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔

دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام ہی نہ رہجاتا۔

جواب۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑون ملکی صفات اسلام حقیقی کی قابل ایمان والیقان کے عامل خدا کہتا اور رسول کہہ سول اور علی کو خلاصل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہیں اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا و رسولؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہوجاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا و رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تبت ید ا) ہوئے۔ دجال شریعت اُلٹنے والے سو لود شوم و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھیلنے کو نہ حکم دیتے۔

اب ہم پوچھتے ہیں ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیوں نہ بنالیا اُنکے اعمال و افعال پر کیوں چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے والے کتنے ہیں اور کفار مشرک کس قدر بلکہ کروڑوں آدمی خدا ہی کے قائل نہیں۔ مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسول اللہ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیوں نہ جاری کردیا اور اپنی رسالت کا اقرار اُنسے کیوں نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے ذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیوں گوارا کی اُن سے مغلوب کیوں رہے حضرت کے عہد مبارک میں صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہیں۔ سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر ہیں تو ہم مانیں۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا تمام عالم میں پھیلا گئے۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری سلام کرلیا تھا۔

اگر خدا کا دھوکہ سچا اور رسول اللہ کی بعثت بحق اور حضرت علی کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا و رسول کو پہچانتا - حنفی - مالکی حنبلی - شافعی - اشعرہ - معتزلہ - نواصب - خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے -

تیسرا فقرہ - بستر رسالتمآب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں -

جواب - یہہ کمال خدا و رسول و جبریل ہی کو معلوم ہے اور جو اہل ہین ہان جاہلون اور نادانونکو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع ہم داند لوزینہ لذات ادرک -

اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیا غضب ہے ابوبکر کا حمایت و حفاظت حضرت رسول خدا مین غار مین چھپے ہوئے کفار سے جان بچائے اور پھر بھی ہمار رسول خدا کی حفاظت پر صبر نہ کرکے روئین پیٹین چلائین اور رسول خدا تسلی دین کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اسپر بھی انکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا انکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری بار غار ہو نہ خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے -

حضرت علی اپنی جان رسول اللہ پر قربان کرکے ایسے نازک وقت خطرناک میں جبکہ جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بقضا آرام فرمائین اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکرین اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقت سمجھا جاوے -

کیون صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آج شب کو رسول اللہ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہوکر حملہ کرین اور شہید کر ڈالین اور رسول خدا جبرئیل کے ذریعہ سے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیں وجہ یہی تھی کہ
کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہر لحظہ دیکھ جایا کرتے کہ رسول خدا اپنے بستر پر آرام فرماتے ہیں اور ہر وقت
کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی وکوچہ میں فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ
بندی وغیرہ کرکے رسول خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور یقینی تھا اس میں کامیاب ہوتے
پس اسی لئے رسول خدا نے حضرت علی کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تاکہ
کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور میں بالطمینان غار تک پہونچ جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
کفار بستر پر رسول خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسول خدا بااطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ
ہوگئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہوکر آئے اور حملہ کیا تا حضرت علی شیر خدا کی طرح اٹھکر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو
آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے الجھتے بھڑتے رہے اور رسول اللہ کی ودیعتیں اور امانت
قرض وغیرہ بجالاکر مدینہ کی راہ میں شریک سفر رسول خدا ہوگئے

جو ہر صاحب نے صفحہ ایکسو اکسٹھ اسرار الہدیٰ میں (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت
خطاب معنے عطا ہونا بلا شرکت اغیار بہ طمطراق لکھا ہے جس کے معنے یہ ہیں ایک دوسرا
تھا غار میں۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے
ہیں مت رو او پیٹ اور شور کر ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہئے مصرع جواب
جاہلان باشد خموشی -
ایک طفل مکتب سے بھی پوچھئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہ
کے ساتھ غار میں پوشیدہ ہے اور حصار سنگین میں محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان
نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہ جھڑکتے ہیں مت رو مت شور
کرو ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہیں ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہاہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج والم پہونچتے ہین جیسا رسول خدا کو ابوبکر کی صحبت سے ملال ہوا اگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بد کردیتے جب رسول خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابوبکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آپہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار ہوا دم ہوا اب دیکھیئے رسول خدا کے ساتھ مین ہیم دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہین ۔ عبد الرحمن پسر ابوبکر کی خدمتین غار میں پوشیدہ رہنے کے وقت جو سراسے جاتے ہین وہ اپنے صرف اپنے بوڑھے باپ لیئے تھین نہ رسول خدا کی خاطر۔ اگر اُن کے باپ نہوتے اور رسول خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول پر تمام ہو جاتے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن اسرار الہدیٰ مین کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر اگر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ امیر دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت احمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور ان کے متبعین سے جدائی

کو کب زندہ چھوڑتے اور آخر ایسی سبب سے تو کسی کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا کہ کوئی حضرت رسول خدا سے آنکھ بھی ملا سکے۔

جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا۔

ہم کہتے ہیں جب بقول ابوحنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح میں بیعت یا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام میں ایک راہب یا کاہن سے سنا تھا کہ مکہ میں ایک نبی ہوگا اس کی وزارت تم کو ملے گی اس لئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسول خدا کا راستہ روک کر با انتظار ہم راہی کھڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لے جانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر میں یہ سب کمال تھے تو غار میں پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہوکر خود رسول خدا ہی کی مدد و اعانت نکریں اور اُن کے جوتیوں کے صدقے میں اپنی جان بچائیں۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا انھوں نے تو رسول خدا پر ایسے ظلم کئے اور ایذائیں دیں کہ گلے میں چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ میں کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے میں ڈالدیتے یہانتک کہ گھر بار چھوڑکر نکلنے کے وقت غار میں پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہیں تھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسول اللہ کا یہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کرتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

معلوم نہین ایسے وقت مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر
کس غار مین چھپے تھے اور کس آدھیرمن مین کہ رسول اللہ پر ایسی مصیبتین پڑین مگر ان کو خبر تک
نہوئی۔ حضرت علیؓ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلاثہ اچھے خاصے جغادری اور ہرکارہ
پھر لیسے خدا کے رسولؐ کی کیون نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفون وایذاؤن پر کسی کا
دل کڑہا افسوس ہزار افسوس رسول اللہ کے عہد مین تو یہ جنبن اور نامردی کم ہمتی وبیغیرتی کہ غلبہ اسلام
مین بھی صف جنگ سے لوگ دم بھاگتے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کان چور لوٹے حاضر۔ آ موجود ہوتے۔ احد مین حنین مین خیبر مین جن کے
افسانے ظرافت از بام ہاین اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابو حنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھولدی ہے
اور کوئی کرم اُٹھا نہین رہا تو ہم مجبور ہین ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین وخلیفہ برحق
کا لقب بل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور

چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچین۔
یہ فقرہ رحماء بینہم پر چسپان کیا گیا ہے کہ سنین مین فرقہ ہزار شدید بین اور آپس مین رحیم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر مین جو انھون نے پڑہا اُس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔

وسن تا در ستابعت آفریدگار جہان ورزیان باشم انقیاد اطاعت من بجا آرید واگر
خلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از تابعت و طاعت من تخلف
نمائید۔ دیکھو اسکا نام رحماء بینہم ہے [illegible] آدہ پاؤ [illegible] آخر۔
اس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر ہے اگر یہ ہے [illegible] ہین کہ

جب میں خلاف حکم خدا کوئی حکم دون تو میری اطاعت نہ کرو - جوہر صاحب کو معلوم نہیں یہہ ایک پولیٹکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ جاہل قوم نہ سمجھی کہ جب اوّل تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آئندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہان تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کو حصہ میں کسی قدر جو زیادہ آگئے تھے اس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا -

ہان یہہ امر صحیح ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی یہہ بیت المال سے کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہے کہ قوم طامع و حریص دانہ زدنے حضرت علیؑ کو اپنی گو نکمانہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی امید آپ سے منقطع کر کے دوسرون کو خلافت کے لیے منتخب کیا جنسے پوری پوری تمتع دنیا کی امید تھی چنانچہ اُن لوگون نے بھی مال [illegible] بیرحم سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا -

خلیفہ ثالث کی بے نظیریان ہم لکھتے ہین اور خلافتون کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابین دیکھو ہزار ہا بے اعتدالیان نظر آئینگی - کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم کے عمال [illegible] کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتون پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبداللہ بن [illegible] امیر [illegible] شراب خوار کو حاکم کوفہ عبداللہ بن سعد کو حاکم [illegible] کو حاکم فلسطین معاویہ کو [illegible] ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر [illegible] بنی اُمیہ مین آ گئے - بیت المال شیر مادر ہوگیا [illegible]

عبداللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طریدہ رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد ودہش یادگار ہے اور اِسی لیے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علیؑ کا حال سنیئے بخاری مسلم مین روایت ہے عمر بن یحییٰ سے کہ حضرت علیؑ کے لیے چند مشکین شہد اور روغن کی آئین اور بیت المال مین رکھی گئین ۔ حضرت ام کلثوم نے تھوڑا اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ اُن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کرکے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہہ تمام مسلمانونکا مال ہے ۔
اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال مین آئین حضرت امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے ہمارے حصہ کا شہد لادو قنبر بقدر معین لے گئے ۔ حضرت نے یہہ حال دریافت کرکے ناراضی ظاہر فرمائی ۔ اور حضرت امام حسینؑ سے اُسی قدر شہد منگواکر شامل کر دیا ۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھہ نقد وجنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر وفریب مین نہ آؤنگا بعدہ حکم دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے ۔ وہ تقسیم ہوگیا ۔ آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا ۔ بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا ۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا ۔
اسیطرح ہزارون نظیرین وشالین ہین ۔

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہ حال ہو کہ اپنے فرزندوں کو بھی بیت المال لینا گوارا نہ فرمائیں اور واپس لے کر بیت المال میں جمع کر دیں تو بھائی کچا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لیئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیوں رحما بینہم میں تصور کرینگے۔ اس صفت سے سوختو تو آپ کے عمر غنی صاحب ہونگے۔

پانچواں فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسولؐ خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منہا۔ اسی طریقہ پر سے ہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ میں قدم رکھا پس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے اُنکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور غیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہیں وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیاون اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی کے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان میں یہ الفاظ جو فقرہ بالا کیونکر راست آسکتے ہیں اسے آخر تک والسابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر الاتقانی کی ہے

اول کسے از مردمان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ واز زنان خدیجہ کبریٰ۔

ابو طلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم در میان مردمان اختلاف پدید آمدہ من اندازہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب ولازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسول خدا فرمودہ کہ علی ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین۔ پس یہہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھا آپ جل مرے اور تن بدن میں آگ لگ گئی سچ ہے کیونکہ یہہ الفاظ جناب امیر کی شان میں صدق آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملا کاشانی کی تفسیر و منہج الصادقین کی تحریر لکھتے جاتے ہیں جہاں مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان وغیرہ سب کا ستھراؤ بنا دیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملا صاحب او اخوند صاحب یہہ لکھتے ہیں حالانکہ ان میں زمان تک ان عزات کا نہیں ہے نام تو محالات سے ہی۔ مگر ملا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتیں سنانی شروع کردیں۔ الغرض سات جابجا حضرت ابوذر غفاری سے راست گو صادق الایمان سے جس کی صدق [illegible] خدا کی شہادت موجود ہے یہہ روایت بیان کرے کہ رسول خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و معلی سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اُس کی ضد میں بصرف قیاس پر اِن القاب کو ابوبکر سے نسبت دیں یہہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی روایت اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہہ خطاب مسترد کرکے ابوبکر کو دیدیا۔ غضب تو یہہ ہے کہ ابوبکر کے جوش الفت میں عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت اُنھیں کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس اُنھیں پر رحم کرو کیوں انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت اولے حبشہ کیطرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضیٰ وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب۔

ای عزیزان و سرداران اسلام ای صحابۂ رسول ملک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں۔ ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم سبب نجات امت ہیں سور دمر احم رب جلیل میں مہبط جبرئیل ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسول خدا سے قرب وحق سب پر ظاہر سب خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہم کو ہے تو حق بحقدار رسید کا مسالہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مد نظر ہے اور غصب حق ہی بدستور امر تو میں صبر کرتا ہوں۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق احمد محمد نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا رکھتا کہ زید و بکر اسپر قابض ہوں۔

ای عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا پہلا درجہ ہے بعین رسول میں ہوں کعبہ میں پہلے رسول خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے ایام صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیبر و خندق احد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئین اختیار۔

پس معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی سے باز آینگے اور شرم کرینگے یا نہین مگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون فاسد سرایت کر رہی ہو۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبہ دشمنون سے برباد کر دیا۔

جواب ۔ یہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہی۔

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ سنہا ہزار بار توبہ کرکے کہ خدائے قادر مطلق باوصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہیگا ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبہ کفار اشرار و مشرکان ناہنجار سے کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کر کے قتل کرتی ہے اور صد ہا طرحکی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھ نہین کر سکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خودسر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالی ہوتا ہی کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبہ کفار ناہنجار سے حالت اضطرار مین باوصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیلؑ امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کر کے کفار اشرار سے فرمایا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسیٰ نے حالت قلق و اضطرار میں اپنی بی بی سنکوحہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔
موسن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا بحالت مغلوبی
میں کیا کیا ایذائیں و مصیبتیں ہوئیں یہانتک کہ با وجود نزول آیہ (لا تنکحوا المشرکین) ابو العاص
مشرک و زینب دختر نیک اختر خود میں جدائی نہ کر سکے۔ با وجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ
میں اپنا لقب خدا داد رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم
عائشہ سے خوف ظاہر کر کے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے
وغیرہ وغیرہ۔
پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیرؑ کا بھی
دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اہل اسلام برائے نام کے ابو بکر خدا ابو حنیفہ رسول تم اُن کے
حامی چلو فیصلہ ہوا تو خوش ہو گئے۔
معلوم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔
اگر کہو ابو بکر وغیرہ کی حکومت ہی پس باشد جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر
کی حکومت میں نیک ہو یا بد کہ اس میں مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی
ہے آپ نے اُن کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسول اللہ کا حال ویسا ہی
جناب امیرؑ کا۔ اگر کہو اُن کے پیچھے نماز پڑھی لو فرضا پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابو بکر کی
اور جبکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی ویسا ہی جناب امیرؑ نے۔ اگر کہو
اُن کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف
یہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمادیا کہ ابو بکر کو استحقاق ہے جیسا بمصلحتاً رسول خدا
نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول اللہؐ کا طریقہ و سنت نہین دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہہ دینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا -
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی صحابہ
باصدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حُنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد عدم فرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد نو ابوبکر یا عمر
کا ہے جسکی خبر رسولؐ خدا نے دی ہے
اَب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو - بے دین وہ ہین جنھون نے بقول مخبر صادق دین
مین خلاف طریقہ رسولؐ اللہ ایجاد کین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نمانو - بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابوحنیفہ ابلیس کے برابر ہو - بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسولؐ خدا
نے بحلف بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسیٰؑ زندہ ہوتے تو تم انھین
کی پیروی کرتے - بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدی مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ ایسا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا -
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسولؐ کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسولؐ ہوے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کر کے کل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا - اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور یہی
حالت ارتداد مین قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسولؐ
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسولؐ عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کر دو یا اپنی کردار سے توبہ - چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم مین

امیرالمومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبروا عالیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہون کہ آج سے مین کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھسے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی نگہداشت کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان مین رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کردیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلۂ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبداللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہون مصری حسب خواہش جسے چاہین اپنا والی مقرر کرین۔ المرقوم ۵ ذلیقعدہ ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہو چکا علی مرتضےٰ اکو ضامن لکھکر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبداللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابوایوب بن زید کی گواہیان لکھوا دین۔ بعدہ جب مصریون نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ پس یہ ایفائے عہد ہوا اور انہین کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلوبستہ قید تھا جس پر آپ نے اشدّٰ علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہ بھی تو دیکھئے آنحضرت نے اس فعل شنیع سے ابوبکر کو روکا اور باپ کو ذبح کرنے دیا زوف باین اشدٰ علی الکفاری کہ باپ رسن بستہ مجبور و بیبس محصور بیکس پر تلوار اُٹھائین اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھین خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا کو علم ہے مارسکتے یا صرف ہیجشون ہی مارتے عثمان مشہور ہونے کا ارادہ کیا مگر بہرکیف کامیاب نہ ہوئے

اب معلوم ہوا یہ فعل ہرگز محمود لائق پسند رسول اللہ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی کے حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف مین کر لو۔ جو صاحب تم کو اشد علی الکفار مین سمجھ لین گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و عثمان تینون کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے تبلا دو کہ فلان جنگ مین فلان کافر کے مقابل تلوار پھرانا تو درکنار وہ تو زنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑ رہی ہے نہ تھی کچھ تراع لفظی ہی سے پیش آئے ہون اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ تبلی ہو گیا العہد مبارک رسول مقبول کیا زمانہ خلافت مغصوبہ مارتے خان کے پیچھے بھاگتی خان کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی۔ کیون صاحب خندق کی لڑائی مین جب نہنگ قریش عمر بن عبد ود جس کے مقابل ہزار مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ مین مبارز طلب ہوا اور رسول اللہ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے گردنین نیچی کر لین اور اوپر سر نہ اُٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ مین جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھیئے ایسا ہی اور لوگون نے جواب دیا دیر ہونے سے عمر ابن عبد ود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت سے سرفروش و جانباز علی ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا کے مقابل ہوئے۔ چند رد و بدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق تن شقی کے لیئے قبر ہو گئی۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان نامی پر جنگ کا دارومدار تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علی کی یوم خندق بہتر ہے دونون جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے۔ مجال انکار نہین جنگ خیبر مین اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیون کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہوکر بے نیل مرام واپس آئے مگر خیریت ہوئی نشان کو نہیں چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہوکر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھیں بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لئے آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملے گا جو کرار ہو غیر فرار ہو اور جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسول دوست رکھتے ہیں۔

تمام اصحاب میں کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔ عمر خطاب فرماتے ہیں اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل بھی مجھی کو یہ منصب جلیلے عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیا کیے ہوئے تھے۔

حضرت علی کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسول اللہ نے حکم دیا علی کو لاؤ لوگ اُسی حالت میں لے گئے آنحضرت نے آنکھوں میں لعاب دہن اپنا مل دیا آنکھیں بفضل خدا و بفیض رسول روشن و صاف ہوگئیں۔ لوائے احمدی علی ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ ظل لوائے سید لولاک میں تا زیر قلعہ پہونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن کو زور و طاقت بر نہیں پر نیکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علی کل غالب نے دونوں کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے مع فوج عبور کرکے دروازہ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے انکو بزور ید اللہی توڑ پھوڑ قلعہ میں داخل ہوگئے اور نشان محمدی کا پھریرا بالائے قلعہ بلند کردیا۔

آنحضرت کو جبرئیل امین نے بشارت دی اور علیٰ رؤس الاشہاد با آواز بلند فرمایا لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور سب نے یہ آواز سنی۔

حدیث خیبر ہم اوپر لکھ آئے ہیں دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے۔

جنگ احد میں تمام لشکر اسلام بھاگ گیا۔ ابوبکر و عثمان پتھر دلی آڑ میں چھپے دیکھے گئے۔ عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے۔ وہ خود کہتے ہیں میں اس روز بز کوہی کی مانند پہاڑ پر اچھلتا کودتا پھرا۔ رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔ شیطان نے خبر اڑادی محمد قتل ہوگئے۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی لا اخوۃ بین الکفار و الفرار۔ میں بھاگنے کے لئے آپ پر ایمان نہیں لایا۔ پھر صف دشمن میں جاکر صدہا کافر فی النار کر دیئے۔

تاریخوں کا اتفاق ہے کہ اسوقت بجز حضرت علیؑ و ابو دجانہ اور کوئی ثابت قدم نرہا ابو دجانہ رسول اللہ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافروں کو پیاوفتے فی الدار البوار فرماتے تھے یہانتک کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی۔

خیر اور کتابیں تو تھ کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱ اما ماثر امیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب۔ صفحہ ۲۵۵ فادی منادیوم احد لاسیف الا ذوالفقار ولافتیٰ الا علی الکرار۔ یہ دوسری شہادت حضرت جبرئیلؑ کی ہے۔

جنگ حنین میں بھی سب لوگ بھاگ گئے اور حضرت علی و چند بنی ہاشم جاں نثار ثابت قدم رہے اور لڑائیوں کا حال کتابوں میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کارنمایاں کیئے

آپ خود ہی فرماتے ہین مصرع ع دین نبیؐ کو دی ہے دوسری تیغ سے جلا ٭ ہر کہ شک آرد کافر گردد ۔

اب معلوم نہین جو تم صاحب ان کافران مقتول کو کیون کافر نہین سمجھتے ۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھئے ۔ جنگ جمل مین تیرہ ہزار ۔ جنگ صفین مین ستر ہزار ۔ جنگ نہروان مین بیس بائیس ہزار جو حضرت علیؑ نے فی النار کیئے وہ کافر ہی جسے تم سمجھو ۔

آٹھوان فقرہ ۔ اگر حضرت حسنینؑ وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جورو و بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے ۔

جواب ۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت پیش کرتے ہو ۔ دیکھو اسی تاریخ مین باب پیدائش جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سردار تھے ۔ حضرت شہربانو اور ان کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو بکمال اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہربانو کا حضرت امام حسینؑ بن وصی الف اسے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سر و پا سے دہوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبیؐ و وصی و امام ہوتے ہین وہ اس دستور العمل کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہے ۔

حضرات حسنینؑ علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیئے اور کشتون کی

پشتے لگادئے۔
تاریخین اِن محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام
نے بوجہ سہو نفی اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا
کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کرلی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ
عالم مین اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی
ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع و جری وہ لوگ کہتے ہین جو تاریخ عالم اور واقعات
بنی آدم سے واقف نہین اور بالکل بے خبر ہین۔ اگر نوع انسان مین کوئی شجاع و بہادر
جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہ قول ضرب المثل ہے کہ دو
ایک پر بھاری ہوتے ہین مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنون سے سامنا تھا۔ اول بھوک
و پیاس سہ روزہ جن کے مثل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہین۔
دوسرے عرب کے ریت گرم مئی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و حرمت نصف النہار باد
سموم کے جھونکے جنسے شرار و چنگاریان نکل رہی تھین حالت اضطرار و اضطراب تیس
ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو
شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کرکے دشمن کے
مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔
مولوی امیر علیؑ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام مین بمقابلہ
عیسائیون کے جو قایل ہین کہ حضرت عیسیٰ گناہون کی فدیہ ہین۔ لکھتے ہین کہ اگر معاصی عباد
کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ
نے اس کی تکمیل کردی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہوگیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب کا شہادت امام حسینؑ پر یہ فتخار اور باوصف ادعائے اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ۵

یک حسینے نیست کو گردد شہید ورنہ بسیارند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ وظالمانہ کو کون مہذب قوم پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و سفید کہا جاوے یہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا۔ آپ کو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہتے۔

دیکھو جب بنت حاتم طائی سعید ہو کر آپکے روبرو آئی آپنے بہ لحاظ سخاوت و فیاضی اسکے باپ کے اس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوبین کے ساتھ آپکا سلوک رہا کیا۔

یہ ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفا کی ہے کہ بیگناہ مردونکو تہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و بے کس کو اسیر کر کے فروخت کر ڈالا۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔

عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جایز رکھنے کو اسلام مین یہ بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا وہ کیونکر مٹتے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےٰؑ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا انکا حال و طرز معاشرت ویسا ہی ان کا سر سو فرق نہین جو جسے حکم ملا اُسپر عامل ہوا ابیات

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا شرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت
ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور رجعت
وقصاص منافقان بدکردار حشرونشر بہشت و دوزخ مین داخلہ ہ

یا منتقم ظہور امام زمان دکھا
اب دم لبوں پہ ہے در امن وامان دکھا

آنکھیں ہین منتظر رخ آرام جان دکھا
پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا

دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا
یارب مٹادے نام عدوئے حسین کا

نوان فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہین دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسوان فقرہ مصداق اِن آیتوں کے وہی لوگ ہین جنھوں نے بفضل خدا کفار عرب
واشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین امن کامل رہا اور عدم خوف
خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اسنیت کا
خون کیا۔

جواب آیہ۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا
آیہ مین فقرہ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشانرا از پس ترس ایشان
از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف
کا امن ہین رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ
امن ہوگیا ۔ اور یہہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ مین نازل ہوا کہ مومنین با ایمان و یقین سے
کہدو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائین پہونچین اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا
اب ان کے شر سے تم امن مین رہوگے اور وعدہ کرتا ہے خدا اُنھین مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ۔ دوسری آیت ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ کیا ہم نے تم کو قایمقام پچھلوں کا بیچ زمین کے بعد اُنکے پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے۔ پس دونوں آیتوں کا یہہ مطلب ہے کہ مثل انبیائے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھیں کا قایمقام بنایا اور کفار کے شر سے تم کو امین کیا اب دیکھئے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو۔

اِس مین نہ کہین ذکر روئے زمین کو کفار عرب واشرار عجم سے پاک کرنے کا ہے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو۔ مگر جب آیات کے صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی رائے ہے نہ آیات کے اصلی معنے۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ مین جہان اللہ پاک نے استخلاف فرمایا ہے روئے خطاب آنحضرت ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد ازان علیؑ ابن ابیطالب جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین پس ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتوں کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال والنجم جس کی تکمیل آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہوگئی یعنی حب وعدہ خدا حضرت علی خلیفہ مطلق کئے گئے ورنہ اور خلافتوں سے انکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہہ آیات تمہارے خلفا پر کسطرح صادق آسکتی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی اُمتوں سے اِس امت کو مشابہ کرلو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال میں امن قایم نہیں رہتا پس جیسا رسول اللہ کے عہد مبارک میں کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک میں ملا ویسا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ میں نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک میں ملا اور جس طرح رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے بہ طمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اُسی طرح حضرت علی نے اپنے ہاتوں سے بہ طمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب و خوارج ناہنجار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

امنی چیز پر سبکو طمع ہوتی ہے خصوص اُس وقت کہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہوکر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ میں ہوا جبکہ بجبر قلع و قمع بندگان خدا اُن کے مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتوں بچوں کی اسیری بے خانماں ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی سے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپنے صفحہ ترتشیہ میں بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے ۔ اُن کے وقت میں اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئیں چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہو گئے انتہیٰ۔

پس اسی پر خلق خدا کو سب امن و امان ہونا قیاس کر لو اور بے شمار خزانے مسلمانوں کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلقت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیوں پسند کرتے یہاں بجز حقہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۴۔ اسرار الہدیٰ میں چوہدری صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی لکھی ہے اور اُسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرتے ہیں)
باآنکہ حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر بودند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدیٰ کی نہیں ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعض جواب شافی دیتے ہیں جس کو تم نے از اول تا آخر لکھ کر طاق نسیان پر رکھ دیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شوریٰ خلافت میں عمر خطاب نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کیئے تھے جس کے وہ قائل ہیں بمقابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہیں اسد اللہ الغالب پیر و محصور کر کے دیم الحبس کر دیتے ہیں۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودند در پردہ دین مخالفین

گزانیدند اور جناب علم الھدے سے ثنی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات نے مخالفون کی دہجیان اڑا دین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا و رسولؐ اقصائے و اکناف عالم مین بلند کر دیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردہ دین مخالفین لا واللہ لا یہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناہبی کا ہے۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اس قول کو رد کر دیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ اُن کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپ نے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے مین کیا قباحت تھی مگر آپ نے صاف جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ ابو طلحہ سے صاف کہ دیا کہ متمسک بکتاب اللہ و بعلیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شدائد و تکلیف مدینہ مین بلا کر جلاوطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسر و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت مغصوبہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا سزائے سوت جسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپ نے رد کر دیا اور سزا نہ ہونے دی جس پر لو لا علی لہلک عمر شرم دنیاوی سے کہا گیا و مزہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہین یا اخفا فرمود ند کہین گے۔
بہرکیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر حال مین اپنا دین اپنا ایمان اپنے
خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کرکے گمراہون کو دین حق کی طرف بلاتے رہے
ایسا ہی منجملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والا صفات کبھی کسی حال و قال مین ان حضرات
نے دین کو اخفا نہین کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدی کی آبرو بچانی اسے کہتے
ہین کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفدا نے ع بیجان ہو کے دین نبیؐ کو جلا لیا ۵

سر داد و نداد دست بر دست یزید حقا کہ لوائے دین پناہست حسینؑ

انھین حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور
روز بروز ترقی کرکے آج تمام دنیا مین مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزارون کالی گھٹا سیون کی اُٹھین
مگر بیہوان د یار ہو یئین و اس کی تابندگی و درخشندگی بڑہتی رہی الہم زد فزد۔
گیارہوان فقرہ۔ ایسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے اُچھل کود کر لکھا ہے
کہ بقول علامہ حلی الجبان لا یستحق الامامتہ جناب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔
تم منتشر الحواس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق
نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قایم رہتے تو مناسب تھا۔
اب ہم سے سنئیے جبن کے معنے ہین۔ نامرد بے ہمت سعر کہ مرد آزما سے منھ
پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ
نکلنے والا۔
علامہ حلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہین
آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہئیے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ اُحد

حنین خیبر سے بھاگ گئے تھے۔
ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ میں مار مار کے صدمہ سے تمام منہ سوج گیا تھا مگر خیر یہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپ کے خلفا نے سوائے اپنے باپ قیدی پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ میں دوسرے کے مدمقابل ہوکر اُسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اُس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ میں خود سردار لشکر ہوکر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر تاتا پانی۔
آنحضرتؐ کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہوکر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور شہر کراع الغمیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل میں جو تم نے لکھا ہے یہ روایتیں اہل سنت کی ہیں اور خیر لو فرض نا گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور اُن کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برارت کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرتؐ نے سورہ برارت ابوبکر کو دے کر کعبہ کو روانہ کیا باین غرض کہ لوگوں کو سنادو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرتؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جاکر ابوبکر سے سورہ برارت لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہوکر کعبہ میں پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ برارت کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علیؓ کو ملا یہی تو ہم کہتے ہیں کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت
لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت میں ابوبکر کی امیری کہاں ہے۔ ایسا ہی جا بجا کی سرداری لشکر تم نے
کتر بیونت کر ابوبکر پر جامہ امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کسی لشکر کے
امیر ہوئے نہ کسی سے انکو لڑنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر میں البتہ آپ نے نشان دے
کر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر قلعہ سے بھاگ آئے بھاگنے
کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ کرار ہوگا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لئے
یہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ
نہ ہوگا جسے کل نشان لے گا۔ اس فرار میں عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہیں جیسا استحقاق
خلافت۔ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہے اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم
بزکوہی کی مانند اچھلنا کودنا حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غرضکہ ع تن ہمہ داغدار شد پنبہ
کجا کجا نہم۔

پس علامہ حلی نے ان فرار معرکہ ہائے مردآزما سے ونیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی
تحریر میں تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہے اور لائق امامت و خلافت نہیں سمجھا
آپ کو جناب امیرؑ پر غیظ آ گیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر
جبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لیں تو اس سے یہ اوصاف جبن کہاں
نکلتے ہیں بجز اسکے کہ مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا
ایمان دشمنوں کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اسی حالت میں صادق
آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہ کو معرکہ جنگ میں چھوڑیں اور بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔

اگر مغلوبی و محکومی لمر ائمہ بدباعث جبین تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہیں بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی و محکومی و توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ ہے ع جو صاحب ولایتیں وہ ہیں سوا بلا آپ جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ و معروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسول رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دی ہے کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت ان دونوں جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی میں ہرگز نہیں کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہیں چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہیں در بارہ عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن ہم در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلا اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب مجتہدون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعوں کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے اصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہیں۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہیں نہ آغاز نہ انجام جناب ممدوح فرماتے ہیں تغیر در قرآن چار چیزوں میں ہے ایک تبدیل الفاظ مثلا کہا جاوے بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنوں نے تبدیل کردیا مگر وجہ اول بعید ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کرلیا جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طور تو ہی کہ فلاں فلاں باتیں معلوم ہوتی ہیں مگر وجہ اول درست نہیں وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چارون چیزون کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہے کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے مین خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہین لکھا تو کسی طرح ثابت نہین ہوسکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہین صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے۔ شیعہ ایسی بے سروپا باتون کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہین کیونکہ جب سوال کا سرنہ پیر نہ دھڑ تو جواب کیا دیا جاوے۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھوگے تو جواب ملجائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اُسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اُسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ مین لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نہ رہی اس لئے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیا انکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمیز کرنی (کیا جوہر صاحب آپ بھی اُنھین مین سے نہین۔) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہوگئے اور اُسی عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے۔ اور علم دین یہان سے گم ہوگیا۔ مدار وعظ کا ترجمہ اُردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہہ خبر نہین کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگونکا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہین پڑہ سکتے اگر پوچھو
تو فرائض وسنن نماز اور وضو بھی بیان نہین کر سکتے آیات ناسخ ومنسوخ کا تو کیا ذکر ہے
مگر دیہات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور نشان اُن کے دروغ گوئی وغلط بیانی کا
یہہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑہ کر اپنے قیاس واجتہاد سے جو مُنہہ مین آیا اور
جی چاہا کہہ ڈالتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہہ معنے
لکھے ہین یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت
اُس کی معلوم ہو پس خدا پناہ مین رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلالِ
خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو - غرض یہہ طریقہ وعظ کا مثل پیرزادون کے
معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہین
اپنی استعداد کو نہین دیکھتے ہم کیسے ہین مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین
کہان سے کہان بہک جاتے ہین غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے
ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے
اور بعض نے مسجد یا مدرسون مین بیٹھکر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے
اور مال زکوٰۃ وخیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب ومحنت سے
کھاتے ہین -

اور یہہ نہین جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام
ہے اور داخل ہوتے ہین اس آیہ کریمہ کے حکم مین ولاتشتروا بآیات اللہ ثمنا
قلیلا ؂ -

ان سب سے حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہِ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

نکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں یہ لوگ نہ پہونچیں دو چار مسلمان برائے نام جمع ہوگئے اور تراویح شروع ہوئے ہونیوالی ہیں جسقدر ختم زیادہ ہونگی حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملے گا بعد افطار جو تراویح پر تل گئے تو ایک رکعت میں دو تین پارہ آئیں بائیں شائیں سے اڑنے نہ تلفظ نہ قراءت نہ مخارج نہ رکن رانڈ کا چرخہ سمجھ چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہیں کہ خدا حافظ کو موت دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیا کرے روزہ نمیکشد تراویح میکشد بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کرکے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان میں چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے ہیں ورنہ اسپر عمل لا واللہ لاجب قرآن میں مخالفت اور طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہی ہوگئی تو اسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک بہ عترت رسول اللہ ع این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسول کی ایذائیں انکا قتل قمع ان کی غارتگری ان کی اسیری ان کی توہین ان کی تذلیل انپر ظلم و جور انکی تباہی و بربادی انپر دروازہ کا گرانا ان کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا مدہا سال تک انپر سب و شتم کرنا۔ غصب خلافت غصب فدک ابتک انکو مستحق امامت نہ سمجھنا انکو جبری کہنا انکو دین سے خارج کرنا انکو حرامی کہنا وغیرہ وغیرہ طشت از بام ہے ابتدا سے آجتک۔

اہل سنت کی تمام کتابیں اور تاریخیں و روایتیں و حدیثیں پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں ہم کس کس کا نام لیں تم اپنے رسالہ اسرار الہدے ہی کو دیکھ لو دور کیوں جاؤ تمسک عترت کا حال معلوم ہوجائے گا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو چنین وچنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیرؑ کا لکھا ہے اُس کے معنوں پر ناظرین خوب غور کرین اور دیکھین کہ جوہر کی دیانت و امانت وخیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیرؑ سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی مین بھی روایت کی ہے ذهب من کانت اعتضد بهم علی دین الله من اهل بیتی وبقیت من الحاضرین قریبة العهد بالجاهلیة عقیلؑ وعباسؑ آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن کی قوت کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتہٰی۔

اب دیکھئے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا مین مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین مین سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اس عبارت مین کہان ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہین۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا مین احمق نہ ہوگا۔

جناب امیرؑ کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ وجعفر طیار وغیرہ اس زمانہ مین بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار دین خدا مین میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دہتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہین وہ ان ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے ان دو شیر بیشہ شجاعت

وشہامت وجلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کارنمایاں اُنسے ظاہر ہوئے
ابوجہل سے سردار قوم و سرکش کی مونچھیں اُکھاڑلیں جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
جنگ بدر واحد میں جو جانبازیاں و سرفروشیاں۔ بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت
و رسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیاں جو تقریر تاریخ اسلام میں بےنظیر شمار کی جاتی ہے
پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت کو افسوس رہا۔ اب جوہر صاحب لکھتے ہیں
اولاد عباسؓ کی نسبت حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایسے کلمات واہیات لکھے ہیں جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے۔ تمہاری روح کانپا
کرے یہی تو مشکل ہے کہ نیک و بد ظالم و مظلوم عاصی و معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دھان
بارہ پنسیری جسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت میں جزا و سزا۔ خلفائے عباسیہ
کا حال تاریخوں میں دیکھو اُنھوں نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ و یٰس اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ
کیسی بدسلوکیاں کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کیئے ہیں ان کے عہد میں کسی امام معصوم نے
چین نہ پایا بے خانماں ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیئے گئے انکی آل و اولاد زندہ
دیواروں میں چنادئے گئے لاکھوں سادات علوی و فاطمی قتل ہوئے۔ بغداد میں نشان
اُس دیوار کا اب تک موجود ہے جس میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ و مظلوم بلاسبب زندہ
چن دئے گئے۔ پس ایسی ظالم قوم کو کہ وہ عباسی ہوں یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہیں گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو۔

اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی و فاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب تاریخ
السادات و اصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہیں۔

بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت ورقابت

کرے انکو امام نہ سمجھے انپر خروج کرے اُن کے دشمنون سے ملے اُن کو بُرا کہے وہ
ضرور مرتد ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ۵

پسر نوحؑ با بدان بنشست — خاندان نبوتش گم شد

یہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا پھر جا ئیکہ امام زادہ۔
اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت وشقاوت مرثیہ گوئیون کی ہجو مین نوایجاد ایک نقل
لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوئے سبقت لیگئے ہین ڈہونڈا یہہ بات تو ظاہر
ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔
لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر وانیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ
فصاحت وبلاغت مین مانند میر مونس ومیر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز
طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کر کے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا
بجالانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیئے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر
لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی بطفیل مولے مشکلکشا علیؑ اہانت اہل بیت رسول
اللہ ومصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم انسان
گریان ودل ماہ مہر بریان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام زمان
نا س اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب ندیا پھر
ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے
لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار اگر اسوقت میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا
کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کر سکتا۔ امیر نے کہا
آپ تو صرف ہمشیرہ والدہ کے الفاظ سنکر اتنے بگڑگئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہین لیا۔ آپ یہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ برسر منبر بیٹھکر اہل بیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے کر توہین کرتے ہو اُسوقت روح پر فتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہی۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے آل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین وتحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ نواسۂ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلافصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اُس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائین دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ وجدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا بیت دیا تا ہر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

مین ایک نصرانی سے یون از رہ نادانی
پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

قبیلے کے نواسے کو گرعید کی قربانی کرتے تو ہین چھپا دعوی مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام ودین وایمان پر۔ یہہ واقعات وحالات بشرح وبفصل اہل
کی کتابوں مین لکھے ہین تو بقول جوہر کے یہہ لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر
برسر عام سنانے والے سب کے سب لعنت کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی
سزاوار ہوگی۔
مرثیون مین بھی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین اُنھین روایتون کو نظم
مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اُسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے
ہین۔ اہل سنت بھی مجلس وعظ میلاد مین یہہ تمام واقعات جور وظلم کفار اشرار وصبر و
شکر عترت رسول مختار پڑھتے اور سناتے ہوتے ہین مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آباو اجداد
کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ اُن مظالم وشدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو ناشایان
ناہنجار بد تراز کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کیئے ہین سنکر شب و روز قوم
ظالم پر لعنت وملامت کیا کرتے ہین اس لیئے آپ کا دل کڑہتا ہے۔
انبیائے مرسل کی ازواج مطہرہ ودختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب
اللہ مین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان
نے ورغلانا اُنھون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے
اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابرہیم کو نوشی ہی
اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ
نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا
اور کہا کہ ہاجرہ کو مع اُس کے لڑکے کے بیابان لق ودق مین ڈال آو۔ حضرت لوط

سے نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسف کی ہمشیرہ معظمہ دینا بحالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی چلی گئین اور آہ و زاری کرتی رہین۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا تھا کیونکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے اپنے خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون۔ مگر آپ نہ سنتین۔ ایک روز شیطان بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے۔ بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین۔ اور حضرت ایوب کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوب نے فرمایا وہ ابلیس ہے اُس کے فریب مین مت آ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور قیمت سے کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیان بکری چرایا کرتین۔ حضرت موسےٰ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسےٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے حضرت موسےٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد مین۔ حضرت مریم کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز حضرت مریم اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیل ایک بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیل

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخش نے آیا ہون حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہین میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازان جبرئیل نے مریم کے جیب و گریبان مین حضرت عیسےٰ کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہوگئین۔ یوسف نجار برادر ماموں زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبرئیل بیت المقدس کی طرف چلین ایک گاؤن کے قریب تھک کر بیٹھ گئین اور فرمایا ای کاش مین اس حال سے پہلے ہی مرجاتی اور نسیًا منسیا ہوجاتی۔

حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے لگے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور لڑکا انوز اسیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری مان بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسےٰ نے اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہین جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابون مین درج کیا گیا لوگ بیچے پڑھا کرتے ہین۔

ایک لطیفہ سنیئے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ دلدادوست شراب اور بعشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردۂ شرعی سے رنگ اس محفل کا مہین جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور جاذبہ ہوگئی یہ وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی ۔

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسولؐ خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین اُم سلمہ اور سب بی بیان ۔ مسلمانون کو معلوم تھا رسولؐ خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسولؐ خدا کے لئے بھیجے تو عائشہ کی باری کے دن ۔ اور اُس دن کا انتظار کرتے ۔ دیگر ازواجؓ نے امّ سلمہ سے کہا آپ رسولؐ خدا سے ظاہر کیجئے اُنھون سے عرض کی غرض مکرر پر رسولؐ خدا نے فرمایا اے امّ سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی ۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے ۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسولؐ خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ زینب بنت جحش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہین یہ کہکر زینب بہت ہی خفا ہوئین اور عائشہ کے پیچھے پڑ گئین اور بُری بُری باتین سنائین رسولؐ خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کئے کہ زینب کو خاموش کردیا رسولؐ خدا نے فرمایا کیون نہ ہو یہ ہے نہ ابوبکر کی بیٹی ۔ ترمذی مین ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگون پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم نہین شورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا ۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسولؐ خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی ۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہ تمہاری بی بی ہے مین نے جو تیرے منھ سے کپڑا کھولا تو تو ہی تھی ۔

معاذ اللہ خدا نہ ہوگا گر فرشتہ اکہ تصویر بنا کر اپنے انبیا کے پاس بھیجا کرتا - ترمذی مین موسیٰ
بن طلحہ سے روایت ہے مین نے عائشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہین دیکھا - کیا رسول اللہ
کو بھی نہین اور قرآن کو بھی نہین - بخاری مین عائشہ سے روایت ہے مجھ سے رسول خدا
نے فرمایا اے عائشہ یہ تجھے جبریل سلام کرتے ہین مین نے کہا ہین انھی سلام مگر مین
نہین دیکھتی - حضرت جبریل کو لازم تھا رو برو ہو کر مجرا و کورنش بجالاتے - بخاری مین
ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردون مین بہت لوگ
کامل گزرے ہین اور عورتون مین مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہین ہوا - عائشہ کی
فضیلت تمام عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانون پر - اب تو مریم و
آسیہ پر بھی کمال حاصل ہو گیا - بخاری مین ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے
ہین کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت مین اپنی ازواج مین پھرتے اور فرماتے ہین کل
کہان رہونگا مین کل کہان رہونگا اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عائشہ کے
گھر ہون - معاذ اللہ منھا - بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے جب سودہ
زوجہ رسول اللہ بوڑھی ہو گئین تو رسول خدا سے عرض کی کہ مین نے اپنی نوبت باری
عائشہ کو ہبہ کر دی سو رسول خدا عائشہ کے ہان دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی
باری کا ایک دن سودہ کی باری کا - بجنسہ ایسا ہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہین نعوذ
باللہ من ذالک بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیون کے ساتھ
گڑیان کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیان چھپ رہتین مگر رسول خدا انکو
میرے پاس بھیجدیتے کہ گڑیان کھیلو - اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل -
بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے - رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھاکر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔
پناہ بخدا خداوند المیحی لغو و بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر
نباشد۔ ابوداؤد مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسولِ خدا جنگ تبوک سے واپس
آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین۔ ہوا سے پردہ اُڑا رسولِ خدا نے گڑیان
دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہہ کیا ہے مین نے کہا
گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپنے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
پر تھے رسولِ خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے
رسولِ خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے
اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسولِ خدا آئین وہ کہے آپکے منہ سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے
رسولِ خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے
کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرت نے عائشہ کی
باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپنے فرمایا یہہ امر پوشیدہ رکھنا مین
نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے
مگر حفصہ نے یہہ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ
کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
مگر راز کھل گیا حضرت نے اپنی بیبیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر رہے
وغیرہ۔

رسولِ خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین - بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے کے لئے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لئے عہد کر لیا اور کیا کرتے - مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھ سے ہم بستر ہوئے تو نو برس کی تھی - اسمین کیا فخر ہوا - ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے مین نے رسول خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی - کیا آپ کو حسرت رہ گئی -

مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے -

ودین بیشک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جس مین وہ شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین - بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائشہ و ام سلمہ پائینچے چڑہائے جس سے ان کی پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین جس حرکت سے ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا تعجب ہے -

مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھی تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عائشہ کو عمر نے حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین - پس سب نے عہد کیا کہ آئندہ نہ مانگین گے - ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ چیرہ دستی وسختی - ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے -

منقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے حالیکہ وہ اللہ کے پاس جانے سے خوف کر رہی تھین - ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین مین بھی عائشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہوگئیں۔ اور کہا مجھ میں نو چیزیں ہیں جو اوروں میں نہیں ہیں شب نکاح میری تصویر جبریل رسولؐ خدا کے پاس لائے۔ میرے ہوا رسولؐ خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی۔ رسولؐ خدا پر میرے لحاف میں وحی اُترتی۔ خلیفہ کی بیٹی ہوں رسولؐ خدا کا میری گود میں انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان میں بنائی گئی وغیرہ۔ تصویر اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیوں نہ ہو۔ شاباش۔

قصہ افک یعنی بہتان والزام بر عائشہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آنے وقت ہنگام کوچ لشکر بی بی عائشہ رفع حاجت کو گئیں وہاں گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئیں ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلیں اس عرصہ میں لشکر کا کوچ ہو گیا آپ جب ہار پاکر واپس آئیں کوئی نہ تھا وہیں لیٹ رہیں صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ میں پہونچیں اکثر لوگوں نے الزام لگایا جس کا بانی عبداللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا۔ عائشہ بیمار ہوگئیں رسولؐ خدا نے ترک تعلق کر دیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسولؐ خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برأت ونیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد وقدح بسیار و نہایت انتشار واضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئیں بعدہ تہمت کرنے والوں کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ میں بہت کچھ شور وشر ہوا۔ مختصر یہہ حالات ہیں مشرح کتابوں میں درج ہیں۔

کیوں میاں جو ہم یہہ صحیح حدیثیں آپ کی تفریح طبع وتفنن خاطر کے واسطے کافی ہیں یا اور لکھی جاویں یہہ روایتیں وافسانے بے سروپا مجالس وعظ ومیلاد شریف میں فخریہ پڑھے جاتے ہیں اور لوگ سنکر نعرہ آفرین وصدائے تحسین بلند کرتے ہیں۔ آپ نے غلام امام شہید

للہ آبادی کا تصنیف مولود نظم ہ سنا ہوگا بلکہ ان کو اور دوسروں کو مجلس میلاد میں پڑھتے دیکھا ہوگا۔ ایک شعر ہم لکھتے ہیں ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھتیا   عائشہ بی بی کے کنور کنھیا

کس خوبی و ذوق شوق سے برسر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہی سامعین کو وجد آتا ہے اب فرمائے رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر یہ تذلیل جو برسر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و ملت میں روا ہے اور مرثیہ جن میں حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہیں وہ کس مرد کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہاں تم یا تمہارا اسیر سغبولہ جس نے مداح اہلبیت کی ہجو کی ان کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شاسیان ظالم کہو جی میں آئے کہو مگر بسے کچھ بھی لگاو اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم دشمنان خدا و رسول کو سنا رونا رولانا اور لئے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے گا۔

بیان جو ہر انسان کے مرثیوں پر سعر میں ہیں اور جنوں کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادۃ الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت سر الشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنوں کو گریہ کرتے سنا جو امام حسین پر نوحہ کر رہے تھے۔ جنوں کا نوحہ اُس دن بہت لوگوں نے سنا کذا اخرجہ ابو نعیم فی دلائل النبوت شیخ نصر اللہ کجلی جو ثقات اخیار سے ہیں نہایت وثوق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی ابن ابیطالب کو خواب میں دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل دار ابی سفیان فہو امن پھر آپکے فرزند حسین پر جو کچھ گزرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصفی اس باب میں سنی ہیں میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اُس کے پاس جا اور سُن میں نیند سے

جاگا اور ابن الصفی کے سکا نپر گیا) یہ وہی ہیں بعض شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے میں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلے اور اس قصہ کو سنکو چیخ مار کر رونے لگے اور کہا بخدا وہ اشعار میں نے ابتک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں پروئے ہیں سے بن بعدہ وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی - ابن الاخضر ابن جناب الکلبی سے روایت کرتے ہیں میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنتا ہوں تو نے جنوں کا نوحہ جو انھوں نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے - اُس نے جواب دیا میں نے کیا میرے سارے قبیلے کے لوگوں نے سنا میں نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر کی اُس نے یہ شعر پڑھے - مسح النبی جبینہ - فلہ بریق فی الخدود - ابواہ فی علیا قریش وجدہ خیر الجدود - ابو سعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے سنے اور روتے روتے بیہوش ہوگئیں - ہمن خالد کہتے ہیں مجھ عامر بن خالد بن عبد الوہاب نے خبر دی کہ شہر بن حوشب کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبی کی رونے کی آواز سنکر انکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر تو ہے فرمایا آج امام حسینؑ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا اُن کے قالب انکی قبر کو آگ سے پر کیجیو یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنوں کا سنا انکا گریہ صین الشاہدہ ہوا - عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں میں نے رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام حسینؑ کی شہادت کے روز اُن کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت کی خبر ملی - حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں - الایا عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی - علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ مین آئی
تو عموماً لوگون کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہان جس قدر بنی امیہ کی قوم مین سے وہان تھے
وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام
کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے
اسی کتاب مین حمزہ نامی فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین
دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہین اور رو رہے ہین۔ اور ہزارون
روایتین مرثیہ و نوحہ کے جواز مین لکھی ہین جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسون مین
سناتے اور سامعین کو رولاتے ہین صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ
نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا کا سبب ہو اُس پر جنت حرام
ہے۔ مصابیح مین مرقوم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو
اُسے غصہ مین لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو
ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور
کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت جماعت کے نزدیک بالاتفاق قاتل حسینؑ و
قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح ـــ علمائے حرمین شریفین کا
فتوے ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا اُنپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و
مبتدع ہے ـــ
مولانا ضیاء الدین یزدی فرماتے ہین کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت انکی ذلت
صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے
ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و اہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہین اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے۔ امارۃ التنزیل مین وارد ہے کہ یزید کو کہ سر گرفتال مین حاضر نہ تھا مگر وہ
متغلب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے
تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید مین امید کرتا ہون کہ حق سبحانہ تعالے تجھے
بہم ملک و سلطنت مبارک نکرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا
خدائے تعالے تجھے ایسے عذاب سخت مین گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک نہ بھولے
اور آخرت کے مخلد عذاب سخت مین گرفتار کرے جا نہار بے نیل مرام اُٹھے۔
پس ابن عباس ایسے فقیہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے۔ اخبار متواترہ
سے ثابت ہے بار بار رسول اللہ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا۔
جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ بخاری مین مذکور ہے کہ جب یزید نے
سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب
رسولؐ مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ
اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچارون کو ناحق شہید
کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے۔ امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل
کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچون اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچون مین
پھرایا۔ کتاب سنا مین لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا۔ تہذیب کاملہ
مین مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک مین میخ گاڑی اور طرح طرح کی
اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا۔ قصص سلوریہ مین مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ مین بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
لیئے لشکر بھیجا باسیان مدینہ کو غارت کیا ہفتو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی مین

تین روز تک تنگ و دو کی لوگون کو نماز نہ پڑہنے دے لتم المومنین ام سلمہ کا تمام مال
اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسول کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے
امام حسینؑ کے سر مبارک کو وسمہ نیل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا
مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسینؑ کا سر مبارک طشت مین رکھ کر کوفہ کے عبداللہ
بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتوں پر نیزہ مارتا اور تمسخر و استہزا
کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کہتا - اہل سنت و جماعت کے گروہ محقق نے
صرف قتل امام حسینؑ کی وجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے - قطع نظر اُن معاصی کے
جو اپنے زمانہ مین اُس نے مباح اور جائز کردئے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور
مقبوح ترین خلائق علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور
تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اُس پر اُس کے پیروان پر
اُس کے یار و مددگار اُس کے لشکر اُس کے خادمون پر ہو جیو لنقتے کلامہ فی سعادت الکونین
جزاہ اللہ خیرا -
اب جوہری صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضتہ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب
نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین -
اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے - یا ایھا الناس وصیت من بشما آنکہ بمہاجرین اولین
احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین را کہ باہم طریقہ نیکوئی سلوک دارید - بعدہ سورہ
والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ با خدائے تعالے خداع نماید خود فریفتہ و منکوب شود
آیہ کریمہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدو افی الارض و تقطعوا ارحامکم - بخواند ترجمہ
مقبولہ جوہر یعنی او شامی آید کہ چون منصب امارت و حکومت یابید و بسبب تکبر و تعظیم

و بہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمایید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ و یا معنے آنست
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد آنست یعنی
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمود اے معاشر مہاجرین
شما را وصیت میکنم دربارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد از ان فرمود اے گروہ انصار پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ با ایشان بچہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بہ من واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند
حاشیہ بحر جیسی۔

جناب انتیر پر فرض تھا خطبہ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بدیدہ گریان و سینہ بریان التماس کرتے
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کر دیا چنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر تعمق غور کریں کہ خطبہ کے یہ مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ پر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو انپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کر کے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو اُن کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابو بکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب ۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپ نے عموماً قریش کو مستعدی خلافت قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب بڑہے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب روشن تھا کہ بعد آنحضرت حضرت علیؑ سردار قریش تھے ۔

قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسول ابن عم زوج بتول انفسنا مین داخل بمنزلت ہارونی پر قائز من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین شامل حالت جنب مین مثل رسول اللہ خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسول اللہ ہمہ صفت موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جوہر ناہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کیے جاوین تو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کا مصرع ا ۔ دیکھیے و لنول الطعن قریش اشدت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تمیم بود خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے ۔ خالد بن ولید ہمیشہ انیسر بن سنمہ سنتے تھے مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص باآنہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے سمایہ اور ازالۃ الخفا مین موجود ہی ہے ۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کچھ معلوم ہے ۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المؤمنین اب خدا سے ڈور مت ۔ عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعمنت اللہ سنظر آمنت کہما فی کنز العمال خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس پر پیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے ۔

کنز العمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بد ترین ثلثہ ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو عوضاً عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کرکے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانو! خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں کھول کر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت میں اچھا سمجھا گیا ہے یہ جبکہ کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہیں در آنحالیکہ رسول اللہ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو اُنمیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباسؓ کا یہ التماس کرنا کہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی کہ آنحضرت فرمود وصیت میکنم بایں امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند وخلق پیرو قریش۔ تو اس التماس عباس ووصیت رسول اللہ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علیؑ منتخب وبرگزیدہ خدا ورسول تھے۔

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس فقرہ نے کہ پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر وعمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فہل عسیتم الی اخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ وثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجادیں کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں ایسکی ثبت ہے۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا موید پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیر کی یاددہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین تھا جن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہ کے قدم منبر پر سر رکھکر باچشم گریان وسینہ بریان عرض کرتا

کہ یا حضرت گو کہ میں اذاتِ بطن قوم قریش ہوں مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری
نسبت صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا
اگر حکم ہو صدیقہ کے سینۂ صاف تر از آئینہ سے جسمیں صندوق سکینہ سمجھتا ہوں نکال کر
پیش کروں یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالیں اب عام قریش کو مقصدی خلافت فرمانا میری
حق تلفی میری آبرو ریزی میری ہتک میری ذلت کا باعث ہے اور جس کا میں عرصہ سے
میں نے آپ کی وزارت پانے کی خوشی بغیر سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ
نے میری ذلت پر خیال نہ فرماکر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے
اب اس مجمع میں بھی صاف صاف فرما دیجیئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہیں گے
اور اُس کی باتوں پر لوگ اعتبار نہ کریں گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتیں
اور بر سر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ
پنچایت کی۔

دوسرا سوال سائل کا جوہر ناہم سے یہہ ہے کہ اگر حدیث صحیح در بارہ خلافت
موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی
مطابق۔

جوہر نے جواب میں ایک حدیث لکھی ہے۔ ترجمہ بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے
تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہو۔ یہہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ میں زید بن حارث
کو سردار کیا تھا۔ چنانچہ تینوں سردار جب مارے گئے مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار
بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی۔

پہلا ایک لشکر مین درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہی جیسا کہ فعل انگریزون کا قاعدہ ہے
پس بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جس کو مسلمان اپنا سردار بنا دین وہ خدا و رسول
کو پسند ہی جیسا خالد کو لوگون نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی
صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا و رسولؐ کے مطابق
یہ کام ہوا۔
ہم کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصون کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر
شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کر کے فرما دیتے کہ بعد شہادت اُس کے
مسلمان شورہ کر کے سردار تجویز کر لین مگر ایسا نہین ہوا۔ خالد کا سردار ہوجانا۔ اور فتح پانا
غاقبہ امور ہین۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہان موجود
نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر واپس آیا تو پھر ناپسندی و
انکار کا کیا موقع تھا انگریزون کا قاعدہ یہ نہین ہے کہ سپاہی و سوار کسی سردار کو منتخب کرلین
اُن کی فوج مین نمبروار سردار ہوتے ہین جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے
پہلے ہی سے انتخاب ہوجاتا ہی عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہین ہوتا نہ اُن کی رائی لیجاتی
ہے۔
جوہر نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہین۔
اب جوہر نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہین جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ مین لکھ
چکے ہین اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ سے ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہین کہ شورہ
کے سوا ہین نہ رسول اللہؐ کے خلیفہ جنکو خدا و رسول نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وَشَاوِرْهُمْ
فِي الْأَمْرِ لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہی بیشک

خدا کا حکم ہی مشورہ کرو اپنے امور مین - اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت مین شورہ کر کے خلیفہ بنالینا کسی آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانین ورنہ خانگی امور مین صلاح و مشورہ کو کون منع کرتا اور درست بتاتا ہے -

اب ایک آیت لکھی ہے - والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم - یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور شورے کیا اپنے امور مین پھر اس سے کس کو انکار ہے شورہ اپنے کامون مین جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم مین عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین پھر وہ جو اُنسے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیان دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جو ہر -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانو تک خیریت غالب رہیگی بعدازان کم ہو جائے گی - ہر زمانہ مین کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہون - اسکی موید - منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے -

اہل سنت کو اُن تین زمانون کا مقلد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ -

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ مین خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے لوگون کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ کے زمانہ مین بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہان اسیطرح ہر عہد مین اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت سے تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو - جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے
اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ و زبیر وغیرہ جناب عائشہ سے لوگون نے بحلف
بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اُسوقت
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ؎

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود   دیدن روئے نبی سود نبود

اب جو ہر خود فراموش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے - تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہیں دیکھیئے ان جملہ آیات بینات سے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھے جاتی - اول آیت وجعلکم ملوکاً واتٰکم مالم یؤت احد من
العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا -
تیسری آیت - ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین - یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اموال و امتعہ و املاک -

ناظرین نے دیکھا ہوگا جو ہر خود غرض نے آیہ وعد اللہ الذین و ثم جعلناکم اسلئے اخر ہو منہ
مین خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین پس ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے - تف
باین بے شرمی - ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھ بادشاہ
و خلیفہ و پیشوایان دین مقرر کرنا - خدائے جل و علا فرما رہا ہے مگر اندھون کو نہین سوجھتا وہی
ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا و رسول کچھ ہی فرمائین ہم نہین سنتے - سچ ہے جب دلوں [illegible]

آنکھوں پر کانوں پر کارتب پردہ سے پڑے ہوئے ہیں تو کیونکر دکھائی دے پس بعد بادشاہ
خلافت پیشوائے دین بعد منصوص من اللہ ہے جناب امیر و ائمہ اطہار مصداق ٹھہرے اور
آیات قل ہو اللہ و نعم جعلنٰکم ائمہ انہیں کے مثل و قائم مقام ذالک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء۔

اب جو ہر نادان کہتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ سمجھتے کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے انہیں اہل شورہ کا
اتفاق بکیون نہ ہوا اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ ان اللہ قد بعث لکم
طالوت ملکا سنے بتحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے واو از فرزندان
بنیامین بن یعقوب بود۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت
شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اسوقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے
طالوت نبی نہ تھے۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہاں جس کو خدمت سپرد ہوئی احکام
خداوندی کی تبلیغ کرتا۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو
خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین میں لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیا کو معصوم نہیں
کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار۔

اب جو ہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیر با ابوبکر لکھی ہے۔

اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت۔

اب جو ہر نے روایت روضۃ الصفا در بارہ بیعت با جناب امیر بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شورہ کو بنیاد خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شوریٰ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے ۔ شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا
ہے ۔ رواۃ اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند و آنچہ بصواب نزدیک تر است
آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گذشت مصریان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر
حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا
و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چرا کہ این مہم ذمہ اہل بدر است مصریان این کلمات
بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ
عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہذا ترا
اولے و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ
قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم ہر چند مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین
فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت بیامدند مالک اشتر
طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من باو متابعت نمایم ایشان
گفتند با وجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گذرد و بعد ازان خلافت علی مرتضیٰ قرار گرفت نخست
کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود ۔ یہ خلاصہ روایت
کا ہے۔

اب ناظرین ملاحظہ کریں ۔ مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے
مگر بصواب نزدیک تر آنست یعنی یہ اُس کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے
دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی بجز
شیعوں پر اُس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیر و ابوبکر کو بیان
و تاہم بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ لکھتا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہو گئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے اصرار سے لوگ جمع ہو گئے اور وہاں میں ہاں ملا دیا دیکھو زبیر و طلحہ کا ردّ و انکار کہ بلانے پر بھی آنے سے اغماض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسولؐ کا تین روز تک خبر نہ ہو تا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔

اصل یہ ہی عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہو گیا تھا ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی اُمیہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر رو براہ ہوا۔ اس لیئے خدائے جل و علےٰ نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شرع محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جوہری نے صفحہ ترسٹھ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے سکہ خاص میں۔

کانوا فی ھذا السکوت مراعین لما وصی بہ النبی علیا من الصبر و عدم مجادلتہ الثلثۃ

ترجمہ۔ تمام بنی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لیئے کہ رسولؐ خدا نے وصیت صبر و نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ سے کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری بر حال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجیئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم با وصف الحق و مستحق تر خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں جو نو دین

اور اُنسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہہ لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔
خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر بحق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت
ایسی حالت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئیں اُسپر سکوت کی ہدایت
و وصیت ہوا کرتی ہے۔
آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ میں ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور ہر طرح
کی ایذائیں سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانوں کی حفاظت رہے اور بتدریج اشاعت
اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تُل جاتے تو جو بیچارے دائرہ
اسلام میں داخل ہوئے تھے انکا خاتمہ ہو کر دین برباد جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت
ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب
خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان جان
جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہیں اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے
ورنہ انکا و حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہاں اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت
کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج بحثی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیوں نہ خلافت
چھین لی اور ذو الفقار سے سب کو کیوں نیست و نابود نہ کر دیا بالکل قلع و قمع ہو گیا۔ حضرت
علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و
عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانوں کا بعد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے میں کچھ شبہہ تھا
مگر زندگی گستھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہذا زندہ و صحیح سالم رہے۔
یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ میں ہوا ہی
سنا بہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

غرض - دیکھو بنی سقیفہ کا مجمع و شور و شر بار بہشت درہم ہو گئی ہر دو بیعت ابوبکر - ابوبکر خود باچشم گریان و سینہ بریان رسول اللہؐ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے واسطے دوڑے گئے عمر کو اپنی حمایت ہمزبانی کے لیئے ساتھ لے گئے وہاں جو حرص و آرزوئے خلافت میں گفتگوئیں ہوئیں حشت ادباہم ہیں چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی -

حضرت علیؑ کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیروں پر سر رکھکر عجز و الحاح منت و زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار بد سے توبہ کی حق حق کی آوازیں بلند ہوئیں باطل جہان سے نابود ہوا ؎

باقیلونی سلونی صد ہزاران فرق ہاست پیر خر سے را مقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر نا فہم نے چند غزوات میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے از انجملہ امیر حج و نشان یا با جنگ خیبر و امامت نماز و غیرہ ہیں جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۴۸ و ۱۵۵ میں ہم لکھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں +

اب جوہر نا فہم لکھتے ہیں یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارہ شورے سے ہوا -

ہم کہتے ہیں سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسیکو کہتے ہیں - سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شورے کی کیا ضرورت تھی یا یہ شورے مخالف حدیث ہی یا مطابق - جوہر نا فہم نے ابتدائے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھدیا اور لگے شورے کا راگ الاپنے کیس ظاہر ہوا کہ جو حدیثیں تم نے نص خلافت ابوبکر میں لکھی ہیں وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہیں تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شورے کے میدان میں آکودے اور شورے ہی کو بنیاد خلافت قایم کر دی - اگر ان حدیثوں میں کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کر کے شور سے پر جم جانا یہ معنی دارد صاف کہی جاتی ہو شیعین نص خلافت میں موجود
وسوتے ہیں شور سے کی کیا حاجت مگر ختم کیا کرو دروغ گو را حافظہ نباشد بے سر و پا باتیں ایسی ہی ہوا
کرتی ہیں اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتی ہے تو جواب میں کچھ بن ہی نہیں پڑتی قاعدہ ہے
جب سانپ پیر مار پڑتی ہے تو ادہر ادہر سوراخوں میں سر چھپاتا پھرتا ہے کہ کہیں پناہ ملجائے
مگر مارنے والے اُس کا سر کچل ہی ڈالتے ہیں - پس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش میں اگر جواب صاف
دو ورنہ یہ طوق گران تمہاری گردن میں تا قیامت رہے گا اور روز محشر جواب دینا ہوگا - ناظرین
کو معلوم ہے کہ بحث خلافت میں ہی اور اسی کے بابت سوال و جواب مگر چونکہ جوہر بے در دو ہم کو
حضرت علی کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان میں گویائی کی
طاقت ہے اور بیہودہ سرائی کی لیاقت نہیں و تحقیق میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا ایسے خارج از دین و
ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر اُن کے معنی و مطالب میں تاویلیں و
توجیہیں رکیک کی ہیں اور مثل سگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے - آیات
بینات میں ابتدائے اسلام سے بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں ہزاروں کتابیں طرفین کی ان ہی کی بحث میں بھری
پڑی ہیں مگر نور خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قال میں نابود و پست ہو گیا - جب
جوہر نا فہم کا سد شیوں میں یہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر خاک رسائی ہو سکتی
ہے ع

تو کار زمین را نکو ساختی   کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت میں ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے
ہیں اور اصل مطلب سے منزلوں گر پڑا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دہرم کو کیا کیجئے غرض جملہ آیات
بینات کے ہم علیحدہ لکھتے ہیں جنپر یاد و ضرر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہیں -

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ ترجمہ ۔ پس بگو ایشانرا کہ بیائید باقصد تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و ما زنان خود را و شما زنان خود را و ما نیز دیگان خود و شما نیز دیگان خود را بخوانید پس تعین کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان ۔

مطلب یہہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب ۔ آنحضرتؐ کو خدائے جل و علیٰ کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو ان نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکونکو و عورتون کو و نزدیک تر رشتہ دارون کو لاؤ ہم اپنے لڑکون عورتون نزدیک ترکو لاوین اور کاذب پر لعن کرین تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے ۔

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ معہ حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ میدان امتحان مین تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے ۔ پس انصاف و ایمان سے کہیئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے نفس بحکم خدا اقربائے اور انفسنا مین شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہہ رتبہ ملا ۔ اسمین تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابکم وازواجنا وازواجکم وانصارنا وانصارکم تھا شیعون نے تصرف کیا ہی ۔

جوہر کہتے ہین ملا کاشانی کی تفسیر ہے ۔ اسقف کہ از جملہ اخیار بود گفت اے قوم اگر فردا محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نہ کنید و با او مباہلہ نمائید کہ او برحق نیست واگر با خواص و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید ۔

ملا صاحب کے قول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی پیغمبر نہ تھے بلکہ حضرتؐ کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و المغارب علی ابن ابیطالب وہ ممدوت

اسد اللہی و ہیبت موسوی رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسولؐ خدا بحرانیون پر غالب ہوئے —

جواب۔ یہہ اسقف بحرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیون ایسا کہا۔ ملا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہین خود نہین کہتے۔ رسولؐ خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان ظہور حق و باطل مین فرور ہے — امام المشارق والمغارب و حضرت حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ و بینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا۔ اگر صرف رسولؐ خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا و نسائنا و انفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا۔ اور سچ ہے قوت اسد اللہی و ہیبت موسوی ہی کو دیکھکر بحرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والی ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لیے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمدؐ با اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا۔

قولہ اگر جناب امیر رسولؐ خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ بحرانیون پر کامیاب نہ ہوتے۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسولؐ خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھین کو انفسنا فرما کر ساتھ کر دیا اور بحرانیونپر کامیابی ہوئی۔

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دیئے جاتے —

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیون ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السلام خلاف مرضی خدا ایسے امور مین اپنی رائے کو دخل دیتے ہین —

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب مولا مشکلکشا سو دوجہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ میں آئے۔

اقول اس میں کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کاموں میں مولائے دوجہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم نے دیکھا کسی نجرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ میں کوئی آیا انور کے مقابلہ میں ناریوں کی کیا انبساط۔

قولہ ہمچنین ہذیان۔

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو کچھ تعجب نہیں بیشک سپوت ہو اپنے آباؤ اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ مباہلہ میں چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہیں اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے۔ انسان کا دل ایسے ہی حقائق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور بہ رجوع قلب دین خدا میں داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہیں باتوں میں آتا ہے۔

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ میں ملا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر غیر از علیؑ کسے نیست بھلا کہاں آیہ مباہلہ اور کہاں خلافت کا معاملہ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کریم النفس ایسا ہو کہ بنص قرآنی رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابت دار بحکم خدا قرار پاوے اس کے مقابلہ میں اخلاف طعن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل میں تمیز و فرق نہ کریگا۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھادیں جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ملا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھیں ہیں دیکھو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہمدم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے قابض و متصرف ہو گئے اسی لئے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند اورا کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر یار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے۔ یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔

یہ آیہ کریمہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لئے

استدلال کیا جاتا ہو۔

لصاحبہ پر زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے صاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔

ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسف کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے انکو بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب وصاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گو کہ رسول اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہو مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب وقلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا انکو تشفی وتسکین کر دیتا ہے ثبوت یہ کہ انکا غم ورنج سبدل العیش وعشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو تسکین ہو جاتی ہے۔ اس جب ابوبکر روئے پیٹے چلائے اور رسول اللہ کے اس فرمانے پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہ وپوشیدگی غار ونزول سکینہ خدا ورسول پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔

واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب وقلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی وجہالت ایام جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔

تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرت نے مجمل کیوں رکھا صاف صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلان اُن کے بعد فلان ایکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

پھر خود فراموشِ حدیثِ خلافت و شورہ سے توبہ کرکے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسےٰؑ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے آدمؑ موسےٰؑ پر کہا موسےٰؑ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنی اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی۔ کہا آدمؑ نے تم وہ موسےٰؑ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کے بیان ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توات پہلے پیدا ہونے میرے کے۔ کہا موسےٰؑ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بھٹکا۔ کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبر نے پس غالب آئے آدمؑ موسےٰؑ پر۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کرسکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدمؑ سے پیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جاینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین مین بموجب زینت الارض من الناس کے

آبادان وہمہ ... کی اسی طرح جسے حضرت صدیق اکبر بعد اُن کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہے گا ۔ دیکھو شیعو تقدیر جب حق ہے کہ نہین اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی ۔

کیون جوہر صاحب یہہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلاوطنی کی سزا ملیگی اور دوس کی پہاڑون پہونچا دیئے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر ابوہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی ۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی ص۹ و کتاب العقد ص۲۵ ۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کر دیا اور واقعی یہہ حدیث کیا ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا نعوذ باللہ کنجڑے قصابون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام والزام قایم کرتا ہے ۔ حضرت موسےٰ اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر یہہ الزام لگاوین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی اور حضرت آدم کا یہہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے ہیر اس مین کیا قصور نعوذ باللہ اُنھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا ۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتدائے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار ۔ جزاؤ سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن بیچارون کا کیا قصور صالح وطالح مسلمان ومشرک سب برابر ہوگئے ۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر برحق پر ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر وابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا ۔ دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر مین ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اسی طرح شیعون کی تقدیر مین بھی لاکھون برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھین گے اور انکو غاصب وخائن وخاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نرہی ۔

اور کیون میان جوہر قائل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھہ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ وزاری وتوبہ استغفار کیون کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ۔ کیون کہا جس کے معنے یہہ ہین کہ اے رب میرے مین نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر مین گناہ کرنے والون سے ہون ۔

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے ۔

اقول بیشک ہم دونون باتون کا انکار کرتے ہین اور اُس خدا کو ہم اپنا خدا نہین جانتے ہین جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے ۔

قولہ خدا تعالےٰ نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل مین آپ نے ڈھیل نہین کی ۔

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت وجانشینی وتحفظ اسلام وایمان پہلا رکن شرعیہ ہی اُس کا انتظام والصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت ۔

قولہ جن معاملات مین حکم مفصل پہونچا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن مین مجمل حکم ملا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی ۔

اقول مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچائی جاتے ہیں نہ مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آنا قیامت و حشر و نشر بہشت و دوزخ نکوکار و بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کر دیا ہے انہی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

قولہ پس یہ سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھویٰ کی افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بعد اپنی بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل نہیں رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہیں کہ ایسا رکن دین میں کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کریں دکھائی جائیں۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الیٰ اخرہ دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ اخرہ

آیت سویم اذ اخرجہ الذین الٰی الخ ۵ آیہ غار۔

اقول پہلی آیت مین مہاجرین و انصار دونون شریک ہین کسی کی خصوصیت نہین کیسے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہان یہ البتہ ہے کہ جنہون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح مرجح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہو گئے ایک دوسرے پر ترجیح مرجح نہین ہوسکتی تم اپنے تخیلات فاسد سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہہ گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیرؑ کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان ہین وہ فقرہ نہین ہے گو

جو ہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے ۔ آمنوا باللہ ورسولہ وھوالذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتکم ان ربک سریع العقاب واللہ لغفور رحیم ۔ ترجمہ ۔ اے مومنان زمان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شما را بر بعضے یعنی فوق درجات و آزمائش کند شما را در شکر و صبر و فقر بتحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را و آمرزندہ و مہربان است بر شاکران و صابران ۔ یہہ خلاصہ تفسیر ہے اس پر جوہر نافہم کہتے ہین دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل درباب خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیداد ون کی داد دیا کرو ۔

جواب ۔ ذرا اپنے خلفائے ثلثہ سے جاہو جن کی خلافت کے بارے مین اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ کے صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے بلفظہ ۔

پس اس آیہ کریمہ مین خلافت خلفائے ثلثہ کہان سے آگئی یہہ کتب سماویہ مین داخل ہے یا کتب ارضیہ مین ۔

معلوم نہین کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالون مین ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے ہو اور مطلق نہین سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہین آخر کچھ تو شرم کرنی چاہیئے ۔ تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہان لفظ خلائف الارض دیکھا فورا آل ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے ۔ یہہ آیہ کریمہ انھین انفاس قدسیہ کی شان مین ہے ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم جعلناکم خلائف فی الارض کے مصداق ہین تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے ۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیر کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لئے ہین۔ کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ مین کہرام مچگیا جناب امیر روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدی کی اصلیت انہین کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہ کی رسالت کچھہ بھی باقی نہ رہتی۔ اور اسلام کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی۔ ایک ایک لفظ سے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ وصفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہین۔

جوہر نے اس خطبہ کو نہج البلاغت مین مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب الواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نہج البلاغت سے ملا لو بس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت مین یہہ خطبہ موجود ہے تو کتاب الواقع ابن سمان کو درمیان مین لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑھی مین تنکا صاف یہی کیون نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے نہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھہ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدیٰ کتب معتبرہ اہلسنت مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے بس اس کا بھی جواب اُنھین کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملاجامی کے معجزات مین مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لئے دوبارہ رد شمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر اسکا مدکو کتاب موصوف کی پشت پر لگاکر چھپوادیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوےٰ کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی طرف منسوب کرکے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگادیا اور چھپوادیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ رد شمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت و احادیث کی بابتہ جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے ادن کی مدح وثنا مین خطبے پڑہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا ویاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے پیشتر آپ بانشین و خلیفہ بنا چکے تھے انھون نے بھی کچھ مدح وسرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش و خروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچادیا۔

۲ مضمون خطبہ حسن بعد وفات

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی وطلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب و خائن وغیرہ فرمایا کئے اسکے مرنے کے بعد سبھی کچھ آپ نے کہہ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھ تھے آپ ہی تھے بانی ہیچ۔

سیان جوہر ہوش مین آو جناب امیر اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

خطبہ فرمائین لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو آنکھین کھلین۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہین کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط مین داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت مین جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔

جناب امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لیئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت مین اس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت مین اس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیونکا وہ کہ افراط و تفریط مین برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول مین جناب امیرؑ نے تین گروہ کے عقاید بیان فرمائے ہین اہل افراط سے مراد روافض اہل تفرط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہین کہ عدد حب علیؑ و سنی کی مساوی ہین۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہین پہلے ابوبکر و عمر و عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبر وار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؑ و سنی کے عدد مساوی سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویز حب گلے سے اُتار پھیکو کیونکہ ایک دل مین دوستی و دشمنی جمع نہین ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد مین نصیری جو علیؑ اللہ کہتے مین اور اہل تفریط مین اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹا کر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہین متوسط

اہل حق ہین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین ۔
خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین ۔ تم نے
ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے ۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ
نے یہانتک بڑہایا کہ خدا کہدیا ۔ دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ
چہارم مانا ۔ ابو بکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا
دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا بس
اسی پر مدارج و مراتب و مناسب کا قیاس کرلو دیکھو کسقدر بھاری ہی زمین و آسمان کا
فرق دکھائی دیگا ۔
اب جو ہر کج فہم اہل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات واہیات
تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب
فضیلت جناب امیر خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین
اہل تشیع بلا سمجھے سعی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کرکے حجت لاطائل لاتے
ہین ۔ دویم جو دلائل معقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین اُنھین کو اہل تشیع اہل سنت
پر حجت لا یعنی لاتے ہین ۔ سویم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات
بعید از عقل و نقل دربارہ خلافت بلا فصل جناب امیر کے پیش کرتے ہین وہ جزو کل
موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت
کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو ان کی کید عظیم سے
بچنا چاہیئے ۔

جواب ۔ نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پئیے ہو عوارض خلقی مین کچھ فرق نہین سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین ۔

شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہین نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو جائز الخطا اور غیر معصوم سمجھتے ہین اور تم بھی پس تم مین اُن مین کیا فرق رہا لھذا تم سب کے لئیے ایک ہی جواب دیا جاتا ہے ۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے ۔

ہان جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق وبطل مین تمیز کرنے والے ہین وہ علحدہ ہین نہ تم سے سنی نہ ہم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہین ہے ۔ افسوس ہے تم ابتک اہل سنت کے گروہ مین اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق مین تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے اصحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیر کے سوا کہین حضرت سے مناسبت نہین دی ۔

شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثین روایتین اثبات خلافت بلافصل حضرت علیؑ مین پیش کرتے ہین کل صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی روایت اپنے یہان کی کتابون کی نہین لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر یا بدرسانید اسی مختصر رسالہ کو دیکھ لو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہین لکھی برخلاف تمہارے کہ تم نے روضتہ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات حصر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکتے گئے ابتک کسی سنی نے روضتہ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہین کہا نہ اُس کی روایات بے سروپا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے اناپ

شتاپ بکنے۔ بھلا مناظرہ میں تاریخ کی کہاں گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہوسکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پر بیدانہ سیہ اچھل کود۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو تامل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر متعصب آمیز پر خیال کرسکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات وافسانے خلاف عقل ونقل لکھے گا۔

معجزات وکرامات حضرت علیؑ وائمہ ہدا علیہم الصلوٰۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابوں میں ہزارہا درج ہیں اُن کو تمہیں موضوعات ومخترعات سمجھو اور اہل سنت کیوں منکر ہونگے معجزانکہ بقول تمہارے کارروائی الحاقی شیعوں کی ہوگی۔

کیوں صاحب عمر خطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار منشورہ تسلیم کیئے جاویں اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاویں مصرع بریں عقل ودانش بباید گریست۔

اصل یہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام وایمان کو رخصت کردیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ؎ بدنام کنندہ نکونامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے ان مسائل سخت کا جواب دیا جس میں خلیفہ دویم سا عالم ومجتہد حیران رہا طرہ یہ کہ وہ دختر جس زمانہ میں اپنی مادر کے شکم میں تھی اُس کی ماں کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ جناب اثیر مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات و کرامات کا سیہ انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اب جوہر نے اپنے ہم مشربون نواصب کے ہمزبان ہوکر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال و قال پر کئے ہین اور کسی کتاب سے دیکھکر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دئے ہین اور شیعون سے طالب سوال ہین۔

خود ہی کہتے ہین کہ شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیا مین ان سوالات کے جواب غراب لکھے ہین۔ یہ خوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیون دئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہین جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہین۔

کتابین دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دئے گئے ہین تنزیہ الانبیا مین جو جواب درج ہین اونسے بڑھ کر ممکن ہی نہین۔ جناب علم الہدیٰ نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدیٰ مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی بہت غیرت کا مادہ ہوتا تو منشی کیون کہلاتے خدا کی شان لکھنے پڑھے نام محمد فاضل۔

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہین جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیا وغیرہ مین دیکھے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدیٰ کا ادھ جواب لکھ رہے ہین منتظر باید بود۔

ہماری اس مختصر تحریر میں اسقدر گنجائش نہیں اور تحصیل حاصل بھی ہے۔
ہزارہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی طرف سے جواب دئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہیں ہوا جس کے دس بیس جواب نہ ہو گئے ہوں پس ان اعتراضات مردود و مطرود کی کیا بساط ہے۔

دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہیں۔

نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہیں۔ حضرت عیسےٰ کو بے باپ کا پیدا ہونا نہیں خیال کرتے۔

یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسےٰ کی شان میں کیا کیا کفر بکتے ہیں۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت میں نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہیں انواع اقسام کے اتہام و الزام قایم کرتے ہیں۔

وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ میں ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہیں اُن کی شفاعت کے منکر اُن کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہیں انکی تعظیم و تکریم کو نہیں مانتے۔ ویساہی نواصب و خوارج اور اُن کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علیؓ پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہیں۔

سیاں جو ہر ہیں کہ انھوں نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر بر حق کی بانگ لگانے۔

اب ہم تمہے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت میں مسطور ہیں سنو اور جواب دو۔

ہیان ابوحنیفہ ہین جو کہتے ہین - ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے اسی لیئے ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے -

عمر خطاب ہین کہ جنھوں نے معاملہ قرطاس ہین رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابوحنیفہ نے انہین حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی -

صلح حدیبیہ ہین با علان نبوت ہین شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہین ہوا -

بی بی عائشہ ہین جنھون نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا - اقتلوا النعثل -

معاویہ صاحب ہین جنھون نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خط مین تحریر کردیا - بی بی عائشہ ہین جو صف جنگ جمل مین حاضر ہوکر حضرت علی سے جدال پر تل گیئن اور لڑین یہانتک کہ مخذول ہوئین -

عثمان بن عفان ہین جنھون نے اپنے ارتداد سے توبہ کرکے تحریری توبہ نامہ صحاب رسول خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اسپر قایم نہ رہے -

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہین جنھون نے ابوحنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا - خوب ہوا مر گیا - ایسا مولد شوم اسلام مین پیدا نہین ہوا -

حمیدی استاد بخاری نے ابوحنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتوی دیا -

امام غزالی نے علے الاعلان فتوی دیا کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو الٹدیا اور زیر و زبر کر دیا -

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابوحنیفہ دجال ہے -

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کافر ہے - گمراہ جہنمی ہے -

وہی ابوحنیفہ ہین جنھون نے کہا احادیث نبوی کو نعوذ باللہ سوئر کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین ابوبکر اولی الطعن فی الدین ہین -

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیس بن ہنتہ کہا کیئے۔

خولہ بنت حکیم صحابیہ ہین عمر خطاب کو کہتی رہین عمیرا سے عمر ہوا اور عمر سے امیر المؤمنین اب خدا سے ڈر۔

حضرت عباس انہین خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کئے لعنت اللہ بنظر امات۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہین اور ہزارون مطاعن و معائب ہین جن سے کتابین پرین ہم کہانتک لکھین۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خیال ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کے اعتراضات ہین جو نواصب و جوہر ناظم نے کیئے ہین جنکا جواب آج تک نہین ہوا۔ لہذا مختصراً اقسام مین ہم لکھے دیتے ہین ملاحظہ ہون۔

اول جناب امیر نے تمام مال و سنان اسلحہ و قمشہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہین۔

ورثائے عثمان نے جبکہ دعوے کیا تو فوراً دیدینے خود خورد برد نہ کرجاتے۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لایق امامت نہین ہوسکتا۔

جواب۔ یہان عثمان کا ترکہ جدو پدر نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اُس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوے کیا اُن کو کیونکر مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا۔ یہ جواب ہی جوہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہین اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت بغداد پر قابض ہوئے ولباس اُس حالت بھی کسی تعلیم کی ضرورت نہین ہر عہد مین خلافت بیت المال کے جناب امیر ہی مستحق تھے

مگر غصب و جبر و تعدی کا ایک علاج صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پر عامل رہے۔

دوسرے الولاد امہات کے مسائل مین جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیئے ایک حالت پر قایم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر خطاب مین جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع مین شامل ہو گئے۔ بعدہٗ اپنے عہد خلافت مین جواز بیع کا فتوے دیا۔ اسپر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے۔ بتحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہی۔ نیز کلام مجید مین یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین سے اطاعت چاہیئے غیر راہ مومنین کے۔ پس مخالف اجماع کبیرہ ہے۔

جواب۔ جناب امیرؑ خلیفہ برحق سے وقت سن الاتفاق مجتہد مطلق تھے اس لیئے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوے دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلثہ نے بھی اکثر

یہ جو دیکھیں منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی ہے جناب امیر کیون ایسی بیہودہ ایجادون مین شریک ہونے لگے - عمر خطاب کے عہد مین جناب امیر قاضی نہ تھے سلطنت نہ تھی نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد مین آپ اجماع کے شامل ہوئے گو کوئی ایسا منع ہوئے اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ آپ اجماع باطلہ سے متفق ہوئے - یہہ قول جناب امیر کا تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر ہے الے آخرہ - کس کتاب مین درج ہے - اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے - ہرگز یہہ قول آپ کا مفہوم نہیں ہے صرف اجماع و جماعت صحیح ہو جائز ہوئے گو یہہ قول آپ کا سنت نبوی نے بنا لیا اور نہ اجماع خلاف سنت کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کیئے - تو اور مسائل مین اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیئے مگر آپ نے حق کو نچھوڑا اور باطل کا ساتھ ندیا کلام مجید کا فقرہ بغیر طریقہ مومنین غیر کی تبعیت منع ہی درست و بجا ہے اسی پر جناب امیر نے عمل کیا - دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے - قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے -

ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ رسول اللہ و ابوبکر کے عہد مین بیع اولاد امہات کا جواز تھا - عمر خطاب کے عہد مین اُس کے بطلان پر کیون اجماع ہوا آیا بجز کج رائی و خود پسندی کے اور کوئی بات تھی - حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک مین وہی جواز قایم رکھا جو رسول اللہ کے زمانہ مین تھا - قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے - اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی وقتی پر یہ سب مکاری و جعلسازی نواصب عنود اور اُن کے ہمزبان مطرود کی ہے -

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جدین احکام مختلفہ جاری فرمائے ایک حالت پر قایم نہ رہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جدین۔

جواب جوہر۔ امر واقعی یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں طے ہوا نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابوبکرؓ و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب میں ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہیں ہوا۔ پس درصورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور یہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ میں الخ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اس پر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ میں آیت یا حدیث نہیں ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہیں ہے۔

اول تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ میں ایک حالت پر قیام نہ کیا۔

دوئم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جدین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایک ایسا شدید الاسناد مسکت نہیں ہے جس کے لیے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا۔ خلفائے ثلٰثہ کے عہد مین جاہلیت دیکھ رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیئے بحثین جاری ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودھ پانی الگ کردیا کوئی بحث باقی نرہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نہ پاتا۔ دیکھو تنزیہ الانبیا و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو البختری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا۔ مین نے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین اُن مین فصل قضایا کرون مین نوجوان آدمی ہون۔ حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہے۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمر نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنۃ واکرہ الحق واصدق الیھود والنصاریٰ و اومن بمالم ارہ و اقر بمالم یخلق ۔ اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گزرے۔ عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہ دوستدار فتنہ ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ ۔ یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید۔

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہ وہ چیز ہے جس سے تو کترانا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہے قال اللہ تعالٰے وقالت الیھود لیست النصارٰی علیٰ شئ وقالت النصارٰی لیست الیھود علیٰ شئ۔ یہود نے کہا نصاریٰ کسی دین پر نہیں ہیں ہماری نزدیک یہودی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں شیخص سوس نخیر مرئی سے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور یقر غیر مخلوق سے ہے یعنے بقر ساعت و معاد سے ہے۔ حضرت علیؓ کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہوں خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علیؓ نہون۔

سعید ابن المسیب سے کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لاتبقنی لمعضلۃ لیس لھا ابوالحسن۔ یعنے خداوند اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علیؓ نہون۔

کیون جو ہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسولؐ اللہ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ تو ریث جد مین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا۔ یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہے۔

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین۔ جواب دیا کہ جب مین رسولؐ خدا

سے پوچھتے تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ سے کہتے ہین عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے مثل کوئی قاضی نہین ابن مسعود کہتے ہین مدینہ والون مین سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ تھے ابن عباس فرماتے ہین جب ہمین کوئی ثقہ حضرت علیؑ سے حدیث کرتا توہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید بن المسیب کہتے ہین اُس مشکل قضیہ مین جسمین علیؑ نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کہ حضرت علیؑ کے سوا صحابہ مین ایسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن سا گر ابن مسعود سے روایت کرتے ہین سارے مدینہ والون مین سے علم فرائض مین دانا تر اور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیر نے ایک زندیق کو آگ مین جلوادیا۔ اِس قصہ کو شریف مرتضےٰ نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیر نے ایک شخص کو آگ مین جلادیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ مین سخت ممانعت ہے۔ قال رسول اللہ لا تعذبوا بعذاب اللہ۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیر نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیر نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوادیا سبب یہ ہے کہ جناب کو یہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی - مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے -

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا - مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا -

ہم کہتے ہین یہہ جواب جوہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے - تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا جز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہین اور عقل بشر ہرگز قبول نہین کرسکتی - اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہوسکتا ہے - پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیرؑ عہد بنی امیہ مین صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی - حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب مین لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے - دعوے بے دلیل قبول خرد نہین -

جو سزا جناب امیرؑ نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسولؐ ہے - تمہارا سچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا مین تحریر فرمایا ہے وہان جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہین اُن مین سے کچھ بھی لکھتے تو راست و دروغ معلوم ہوجاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیجا ختہ دل کرمہتا ہے کیا کہئیے زمانہ ماسبق مین جناب امیرؑ کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے رشیائیل پیر نابالغ اس مرض مین مبتلا تھے وہ بھی جلاکر

راکمہ کا دبیر کر دیئے جانے۔

شرح وغیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دیتی ہے بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھدیئے ہین۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھہ لواطہ کرنا زیادہ رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بارے مین نازل ہوا کہ عورتون کی دبر مین جماع کرو جبکی قباحت پر متنبہ ہو کر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابو حنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتون کے ساتھہ لواطہ جائز ہے اور اس کی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبد الرحمن بن قاسم نے مین نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین مین ایسا نپایا جو اس مین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر مین یا لونڈی کی دبر مین یا عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین۔ اور اس مین کسی کو اختلاف نہین

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

پانچوان جناب امیرؑ نے ایک شرابی پر حد شرعی جاری کی اور وہ مرگیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہہ ہوا جو ورثائے متوفی کو دیت دی۔

جواب۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

أولئك هم المتقون غير هي صحيح۔
چھٹا۔ جناب امیر نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے دُرّے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ فعل مخالف کتاب اللہ وسنت ہوا۔
جواب۔ اس سیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کر دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ داری عثمان۔
ساتوان۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونکی درخواست کی مگر جناب امیر نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔
جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہیں چھوڑا۔
آٹھوان۔ مولاۃ حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہیں۔
جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے۔
نوان۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان جڑ سے کٹوا دین۔
جواب جوہر۔ یہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔
دسوان۔ جناب امیر نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نص قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر وہ بچون کا سا معاملہ تھا اور لوڑھا و جوان کوئی واقفکار نہ تھا۔

گیارہوان۔ ایک دوچشم نے یکچشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر۔ مظلوم یکچشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھی۔

بارہوان۔ جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہین۔

جواب جوہر۔ تادیباً وتنبیہاً ایسی سزا جائز ہے۔

تیرہوان۔ ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہوکر جرم کا اقرار کیا۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر۔ اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہین ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہیئے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین۔ انکو تم نے کیون ترک کیا۔ مقر بجرم فاتر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودہوان۔ نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الٰہی مین زیادتی کی۔

جواب جوہر - اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعوں پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیرؑ نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو -
ہم کہتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمتہ نے قول نواصب کی نقل کر کے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی دُرّونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیرؑ نے حدالٰہی کے مطابق سزا دی ہو -
پندرہوان - جناب امیرؑ نے دعوی الوہیت کیا جیسا کتب سنی وشیعہ مین مرقوم ہے الست بربکم وانا منشی الارواح وانا حی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے
جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت مین مطلق نہین اور نہ کوئی سنی المذہب اسبات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہان اس قسم کے عقائد پر کائد البتہ ابن سبا کے چیلون نے اپنی کتب مستندہ مین درج کئے ہین پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام وصوفیان عظام پر طاری وساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین واقع ہے - انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون خطا کی مین نے غلبہ خوشی مین - پس جو امر عالم بیخودی مین سرزد ہو اس پر طعن کرنا خود ہی سورد لعن بنتا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

سے ہے اُن میں سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم بیخودی میں اپنی زبان سے نکالے ہیں۔ پس یہ الزام صریح اتہام جناب امیرؑ پر کہ سرور اولیا ہیں ہرگز عائد نہیں ہو سکتا اور اگر نعوذ باللہ ہو سکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہیں جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کر دی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ ان کے اولیا نے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہیں۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلوں میں خود ہی باقرار خود شامل ہو گئے ع بادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

ہمارا جواب یہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابوں میں اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہیں ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پر اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوئے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ میں رسول خدا کے دوش مبارک پر سوار ہو کر لات و ہبل وغیرہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر خاک میں ملا دیا ۵

علی بر دوش احمد چشم بد دور عیان شد سینئہ نور سے علے نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کر دیا ہاں ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلوں کی کتابوں میں بکثرت مرقوم ہیں اور انہیں کے ہر گدائے دریوزہ گرد ننگ نوش خرقہ پوش کو دعوئے انا الحق و انا ربک کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کر رہے ہیں دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنے جولاہو نکو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑھ کر کوئی کلمہ کہہ بیٹنا کیا عجب ہے۔

جوہرالایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبدالکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرت سے صحیح حدیث درج ہے لانی لا رجوا متی فی حبھم لابی بکر وعمر ما ارجو لھم فی قول لا الہ الا اللہ ترجمہ ۔ اسلیئے کہ مجھکو اپنی اُمت سے ابوبکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے مین وہ امید ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہیٰ ۔

اب فرمایئے ابوبکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسول اللہ کی نسبت جیہ جائے اُمتیان پس اس فرقہ عبدالنعمانی مین دعوے الوہیت و نبوت کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور مولود وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے ۔

سولھوان ۔ جناب امیر نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر لپسند نہ کیئے گئے ۔

جواب جوہر ۔ رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا ہم جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے ۔ جناب امیر نے عبداللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو خلیفہ اوّل کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا مثل عثمان کے جنھون نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک محروسہ پر قابض کر دیا ۔ احدیث المال المتنا غیر مادر ہو گیا ۔ دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخوار کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز مین مخمور و مست رہتا
اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دون مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی نعت
اُس کی شرارتون کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ
مروان وہ ہے جو کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت پیدا کریگا
چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوا یا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ
رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم
حدیث مخبر صادق دربارۂ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ پھر اسی حاکم کو بلا کر اپنا
وزیر و درکن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ آخر کتاب اللہ
مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت جو اِن ذات شریف نے کی اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہے نہ انکا وجود نا بود دنیا مین ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی -
سترہوان - یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ
قرآن مجید مین النفس بالنفس واقع ہے پس درصورت اغماض جناب امیرؑ
گنہگار ٹھہرے -
جواب جوہر - جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا
جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے
نہ تلاش قاتل -
ہم کہتے ہین جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتوائے قتل عثمان اقتلوا نعثل کا دیدیا
اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدیؐ پر نہ کرنے
کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و
عادات سے باز نہ آئے اور اُسی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ
توبہ نامہ بجنسہ نقل کرکے صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ مین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا
پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہوان۔ یہہ کہ ابوموسے اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و
اسباب انکا لٹوا دیا۔ جناب امیر نے زیادتی کی۔

جواب جوہر۔ تاریخ طبری مین یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر
و اُنکے غلامون نمک حرام نے گھر مین آگ لگادی اور سارا مال و منال لوٹ
لیا اس امر کی جناب امیر کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہین ابوموسے اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ
درہم وبرہم ہوگئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہوگئی۔ پس اگر ایسے آدمی
کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام مین
فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابوموسے اشعری کو
بھی خاکستر کردیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسوان۔ یہہ کہ ابومسعود انصاری کی جناب امیر نے اہانت کی گنھگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیر نے ابومسعود کی اہانت اِسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری
باغیون کی کرتے تھے تنبیہ مین گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہین جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیر پر فرض تھا تو اُنکے

طرف دار ہیں یا نزد دار صلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہوں
یا مہاجر۔

کیونکہ جوہر نا فہم ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث
نبوی بیان کرنے کی علت میں خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی
پیٹھ لہو لہان ہوگئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسول اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک
برہنہ اونٹ پر لاکر جلا وطن کردیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکریں ماریں کہ اُن کو
عارضہ فتق کا ہوگیا۔ یہہ نظیریں آپ نے نہ لکھیں۔ ابومسعود کی اہانت پر
یہہ قیل وقال۔

بیسواں یہہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ
جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیما بین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے
بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔
بخاری میں ابو درداء سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہوگیا ابوبکر آنحضرتؐ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور
رنجش ہوگئی میں اُن پر غصہ ہوا مگر بعد کو میں خود شرمندہ ہوکر عمر کے پاس قصور معاف
کرانے گیا مگر انھوں نے قصور معاف نہ کیا اس لیئے آپ کے حضور میں حاضر
ہوا ہوں اس عرصہ میں عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ
نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤں پر کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ

عمر کا قصور نہین ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرت نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری مین ابو دردا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکر نے کہا کہ سچا ہی اس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑ دوگے۔
یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہی مگر
درحقیقت بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلافصل ابوبکر کا اثبات ہی۔ انتہے
جو ہر نادان پہر خلافت کا حرفہ لے بیٹھے۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض ہے جو ہم
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشین آنحضرت اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھین کھلین گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہین کر سکتے مگر تمہاری کتابون مین فخریہ درج ہے
اس لیے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلافصل پس جبکہ
وہ حدیثین جن مین صاف الفاظ مین ابوبکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کارآمد نہوئین تو یہہ
حدیث کیا مفید ہوگی جس مین خلافت کا ذکر ہی نہین۔
خدا نے آیہ والسابقون الاولون مین مہاجر و انصار دونون کی قید لگادی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد پہر سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی ہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول مقبول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یعسوب دین ہین۔

ابوذر داکو بمقابلہ حضرت ابوذر غفاری کیا وقعت ہوسکتی ہے معلوم نہین کہ کیونکر ایک کی ہوئی ہے -

اکیسوان - یہہ کہ جناب امیر نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی عمر تکب کبیرہ ہوئے اگر کہین کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت رد شمس کیا ہے -

جواب جو کتب معتبرہ اہل سنت مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنھین کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیر کے لئے دو بار رد شمس ہوا تو جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لگا کر چھپوادی ہوگی -

بیان جو ہر تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ اُحد و حنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہین یہہ قصے رد شمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہین یعنے اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اُسمین چسپان کردیا یا پشتہا پشت سے کتاب مذکور کے بین بین لکھے ہین - اور ابتدائے تصنیف سے اب تک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ دونون مین موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمھین کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہوتے ہو اپنے علمائے

متقدمین ومتاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونو لازم وملزوم اور پہلے رد شمس میں تو جناب رسولؐ خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے ۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے ۔ تو پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبویؐ کا کیوں انکار ہے ۔

دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب وخوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا ۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب وخوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت وجلالت اپنی مقبولیت وخصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ مکہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو برجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی ۔ یہ اس کا فضل اس کی عطا اس کی بندہ نوازی

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں فقط دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت ادا کی تف برین بے شرمی کہ جن انفاس مقدسہ پر نماز کو خود ناز ہو ان پر ترک نماز کا اتہام محض ہذیان ۔

باءسوان یہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھ پر شیطان ونفس غالب رہتا ہے۔

جواب جوہر۔ ہرگز ہرگز جناب امیر و نیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے۔

ہم کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جو ہر کج فہم خدا ہی کو جملہ مخلوق کے معاصی و معایب کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیون اقرار کرینگے۔ مگر ہان شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق و باطل و شناخت عاصی و معصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنون کو نور کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔

دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا حضرت رسول خدا نے۔ انا و علی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العالمین والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں نور پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث معتبرہ اہل سنت انا و علی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسن و حسین ریحانتاے فی الدنیا والآخرۃ اور یا علی انت وارثی اور حبیبک حبیبی و سلمک سلمی و حربک حربی اور انی حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ و متواترہ متفق علیہا۔

اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔

یعنی نہین چاہتا ہی اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرحکے گناہ اور غصہ اور بختی کو ای اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داوٗد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح استہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علیؒ ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم مین۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم مین رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العلمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونون شاہزادون حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑہی۔

اور صحیح ترمذی و موطا و ابو داود و جامع الاصول مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرت ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلواۃ الصلواۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت و یطہرکم تطہیرا۔

مسند احمد حنبل مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے چارون

صاحبون کو چادر مین داخل کر کے فرمایا اللھم صلوٰۃ آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و آل محمد انک حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہہ ہیں آل میری پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسولؐ برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سب کے یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جنسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین نوری جسمونکا بے شبہہ ہویدا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب یہہ معصوم ہین تو یہہ جسے معصوم کہین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کہین وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے پھر کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دہوکے مین نہ آوے۔

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابو العباس اسفرائنی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی و حامتی الطہار عترتی واطایب ذریتی من لحمی و دمی الیک لا الے النار اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا۔ یعنی یا خدا یہہ ہین اہل بیت میرے اور طاہر عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیرے نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرحکے گناہ اور طاہر

کہ تو انکو ظاہر رکھنا۔

صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین پانچ حدیثین اسی قسم کی لکھکر یہ لکھتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہے کہ آیت تطہیر انہین پانچون کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انہین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین وغیرہ نے تصریح لکھا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہین کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ یعنے پانچ ہم معصوم ہین۔

مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبغ عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علیؑ والحسنؑ والحسینؑ تسعۃ ولد الحسینؑ مطہرون و معصومون۔

ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو شخص اولاد حسینؑ سے مطہر و معصوم ہین۔

واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسینؑ مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ ان حدیث مین کسی طرح مجال چون و چرا و لیت و لعل و احتمال دلائل تفضیہ دلالیہ وغیرہ کی کسی کو باقی نہین رہ سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین دولت آبادی بذکر منشور سادات باب نہم ثاقب بنقل تفسیر بخاری سے تفسیر پارہ ہفتم مین لکھتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہے فی تفسیر بخاری۔

ہر گاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفٰی گلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علی و فاطمہ و حسن و حسین را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیل بیامد و گفت یا محمد آنانکہ با تو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان منشور کنم تا مردمان ایشان را عزیز و کرم دانند پس جبرئیل بر سر مصطفٰی دو جعد بافت و تشریح داد و مقدار سہ انگشت موئے را پراگندہ بگذاشتہ و مہر کردہ پس مصطفٰی بر سر علی و فاطمہ و حسن و حسین دو تا جعد کردہ فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہ اند پس جبرئیل گفت من یا محمد من نیز با تو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علی را در جنگ یاری دادہ ام و گہوارہ حسن و حسین جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر من جعد ہا کن تا فرشتگان ملائے اعلیٰ مرا اہل خاندان تو دانند ہمین دعا مرویست الہی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و ششم جبرئیل۔ پس مصطفٰی بر سر جبرئیل جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشور الوالقاسم میں ہے کہ آنحضرت نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ یا علی بغیر تمہاری فرزندون کے جو فاطمہ سے ہوں کسی کو منشور روا نہیں۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیا و اوصیا معصومین سے منزلوں سیہ مردود دور رہتا ہے مگر یہ اعتقاد اہل سنت انبیا کی حضوری شیطانکو حاصل رہتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرت کے حضور میں ایک چھوکری حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علی بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوتڑون کی

نیچے چھپالیا۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میری سامنے
چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اُس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ
کر خاموش ہوگئی۔
ترمذی میں عائشہ سے روایت ہی میں نے بچون کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف
رکھتے تھے کھڑے ہوگئے ایک حبشیہ عورت اُچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے
فرمایا اے عائیشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرتؐ کے مونڈھے پر اپنے رخسارے
رکھ کر تماشہ دیکھنے لگی حضرتؐ نے فرمایا سیر ہوگئیں میں نے کہا نہیں دیر کے
بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا
مین جنی اور انسی شیطانونکو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہون۔
ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہین کہ ابوموسے اشعری
کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس گئے جس کے
پیٹ مین شیطان بولتا تھا ابوموسے نے اُسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اُس نے
کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاوے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے
کہا مین نے اُنھیں لنگی کا تہہ بند باندھتے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ
بانٹ رہے ہین۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوئیم سے
اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے اُن کے فضائل بیان کیئے۔
صحیح بخاری مین فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ مین لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔
خالد اور شیطان سے خوب مارپیٹ ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۲ مین ہے آنحضرت
فرمود بود عائشہ شیطان تر ابرین گماشت ہی کتاب صفحہ ۰ مین ہے انس ہو احیدیمف وان کین کن نطیم
صحیح مسلم مین ہے من ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رؤس الکفر
من فیہا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔ پس ایسے لوگون کی مخالطت مجالست و
موانست مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری و انفاس معصوم و
مطہر سے اُسکا تعلق رع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
یہہ فرمانا جناب امیر کا کہ مجھپر شیطان غالب رہتا ہے محض اتہام نواصب و اُن کے
ہم مشربونکا ہے۔ اور یون اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے
کیا معاذ اللہ وہ گنہگار رہتے تھے نہین بلکہ کسر نفس و عجز و الحاح بدرگاہ قادر مطلق
ہر انبیا و اوصیا کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کر ہمیشہ توبہ و استغفار پر
عامل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔
تیئسوان یہہ کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب امیر نے خود کیون
نہ کیا گنہگار ہوئے۔
جواب جوہر۔ اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہین پس اس مسئلہ کے جوابدہ
شیعہ ہین۔
بہت خوب ہم جوابدہ ہین بستو میان جوہر تم نے جو متعہ کو قطعی حرام بنا دیا یہہ کس
دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت یا بدعات خلیفہ ثانی سے کیونکہ اسبات
پر تو اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرار ہے کہ متعہ عہد مبارک رسول اللہ و خلیفہ

اڈین مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد میں حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری مین موجود ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین حلال تھے انکو مین حرام کرتا ہون پہر آپکے جو قطعی حرام لکھدیا تو حرام ہونیکی وجہ بجز ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپکے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینا بلا ثبوت و دلیل نفوا کافی نہوگا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہو تا ہم لکھو گے تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الطاعات کس نے کہا اور ترک متعہ مین گنہگار ہونا بہ معنی۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے مین گناہ نہین سمجھا گیا ویسا ہی متعہ مین۔

دیکھو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد مین عمر بسر کردی۔ رسول اللہ نے باوسعت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اُنکے تیرہ ازواج تک نوبت پہونچ گئی پہر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

آئمہ معصومین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہین وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کردیا گیا پس لوگون کو اس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہونی چاہئے تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہ نہین کہ بے ضرورت بھی خواہ نخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہین ویسا ہی متعہ کے بھی مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہین ہو سکتا۔

چونکہ حلت متعہ مین ہزارون دلیلین اور بحثین صدہا کتابون مین درج ہین اور یہہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابون مین دیکھ کر اطمینان کرے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگر جوہر نادان قلبی مسلم ہونے کی کوئی وجہ لکھینگے تو جواب دیا جاویگا -

چوبیسواں - یہہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کر کے بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالا - اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت -

جواب - جو ہر یہہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے -

لعنة اللہ علی الکاذبین - شیعون کا یہہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا یہین اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہ یہہ کہ تم کو اور نواصب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب وایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین - حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس ہتراود بزبان انچہ درآورتو دلست -

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین اونہین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ اُن گمراہان وادیئے ضلالت و منافقان کتاب اللہ وطریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تنبیہ و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی نجانتا -

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
صحیح ترمذی مین امام احمد سے روایت ہی لوگون نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم
آپ کے بعد کسے امیر بناوین فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤگے تو اُسے امانت دار پاؤگے وہ
دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعماء مین رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی
امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الآخرة اگر تم عمر کو امیر بناؤگے تو اُسے زبردست امانت دار
پاؤگے وہ دین خدا جاری کرنے مین کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی
قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومة لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤگے۔ مگر مین گمان نہین کرتا
کہ تم اُسے خلیفہ بناؤگے تو اوسے سیدھی راہ دکھانے والا پاؤگے۔ تم کو وہ سیدھے
رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی هادیا مهدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔
اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہین۔ یا
دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہین۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے
زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرنے والے دین خدا مین ملامت کرنے والون سے۔ مگر ہدایت
طریق مستقیم کے لیئے حضرت علیؑ خاص ہین اور اُنہین کے لیجانے سے سیدھی راہ ملسکتی ہی
پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدھی راہ چھوڑکر بیراہ ہوگئی۔
پس جنہون نے اُمت کو سیدھی راہ سے پھر کر دوسری ٹیڑھی راہ پر لگادیا وہ ہدایت کے گم کرنے والی
ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدھی راہ دکھانے والے
تھے رسول خدا نے صاف الفاظ مین فرمادیا کہ بجز علیؑ کے ہادی و مہدی دوسرا نہین۔
اور انہین کی ذات پر سیدھی راہ ملنے کا انحصار ہی اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدھے
راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئین مین گرے تو کیا علاج

تاجن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدہی راہ چلنے کے لیے آنکھیں عطا کین اور کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اسی سیدہی راہ پر قائم رہ کر اعلیٰ علیین مین داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ ۵

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہرگز کبیر کا دامن نہ چھوٹے پائی جناب امیر کا

پچیسوان۔ یہہ کہ جناب امیر نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خدا کی نسبت خدائے تعالیٰ نے خاتم النبیین فرمایا ہی۔

جواب۔ جو ہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہئیے کیونکہ اُنھین کے رکن اعظم و سربرآوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بت جگہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہلسنت اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین۔

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالےٰ نے دعوے کیا ہے وہان نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اُس کا جواب کچھ بھی تو لکہتے۔ یہہ گریز و فرار من السیاف المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہدینے سے کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹے گا کوئی ضرب تو سنبھالو اور کچھ تو منھ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول کی رسالت۔

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے۔ آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائیگا۔ اور اس
سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدے مین درج ہے۔ معزز و مفتخر مصنف
لکھتے ہین صفحہ چھپتر صفت دوئیم مین ہم صدر کتاب مین اس امر کو قرار دے چکے ہین
کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہین ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین
جو در حقیقت مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے
ہین کہ ابتدائے آفرنیش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت مین بحسب
ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہین۔ فی انوار الہدیٰ۔
کیون میان جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل
کے ہین۔
دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر
ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہین مجھکو چودہ[۱۴] عطا ہوئے ہین۔
آئمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار۔ علما سے بھی مراد اثنا عشر ہین کیونکہ انا
مدینۃ العلم و علی بابہا۔ جو سینہ بسینہ تا حضرت قایم صاحب الزمان مثل دریائے
نور موجزن ہے۔
اب سوالون کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہین۔ دیکھو شیعو یہہ ہین۔ چند مطاعن
کتاب کل طویل نواصب ذلیل کے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و علم
و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بار گران کو اپنے سر سے
اُتارو اور اپنے دشمنون کو میدان امتحان مین پچھاڑ دو گے بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چارون خانے چت زمین پر دے مارا ہے کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئین ہین۔
ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سرمو فرق نہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابون کی دہجیان بکھر گئین۔
دیکھو جاہل کا ساتھ دینے مین یہہ روز بد آگے آتے ہین اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین۔
نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے اَوندھے مُنھ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھوگے۔

اب جو ہر نادان و نافہم نے ایک سوال تو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیو نثر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان او صاف فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی۔
اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ بدر کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب مین بجائی غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعون کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب۔ ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۸ لغایت ۱۰۱ مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سر مو فرق نہین ہے جیسا کل انبیاء و خود رسولؐ خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بدطریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفاء غاصب خلافت مین بقول خود مصدقہ جوہر کہ چارہ نہین آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تا زیست۔

اور رسالہ خاص احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا در بارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ منظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی ان وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احد مین حنین مین رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سر کو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہوکر

دولتسرا مین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجیے۔
آنحضرتؐ نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہدیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت ازبام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ واجماع پر ناز کرکے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہے اور جبکہ خدا و رسولؐ ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُمت محمدی عذاب وعقاب دنیاوی سے مستثنےٰ کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہلبیت اطہار ص صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انھین کتابون مین بذیل سیجا و استی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آلئے ہاتھم کیطرف پکڑے آوینگے یعنی جدہر اصحاب نار جہنم
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالےٰ سے عرض کرونگا کہ بار الٰہا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انھون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون اِن کی جب تک مین زندہ رہا معہ ایمان لائے
نماز پڑہتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے
روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بعد
تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بمجرد تمہاری وفات کے
اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انمین بہت ہی مقرب ہین مگر نفسانیت
بدبلا ہی خدا محفوظ رکہے۔
ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین بعد میرے تم دین مین کیا کیا
ایجادین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے
تو تم سب مجھے چھوڑتے اور اُن کی پیروی کرتے۔
شیخ علی کو خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے خدا باوصف عظمت وجلالت وجباری
وقہاری کیسی کچھ برداشت وحلم وضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے۔
رسول اللہ باوجود جمیع اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب
ومحکوم رہے اور جو ایذائین وتکلیفین ومصیبتین اُن بدکردارون نابہنجارون کے ہاتھ سے
اُٹھائین اُنپر سکوت وصبر وتحمل کیا۔
اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ
کھڑے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو توریت پڑہتے جس سے
آپکا چہرہ غصہ وغضب سے متغیر ہوجاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو معاذ اللہ
ہذیان سے نسبت دیتے تھے۔ ابن سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے اُنپر کود پڑتے
انکو پیچھے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جھوٹ

اہتمام لگائیں اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا افشا کریں اُن سے انصاف چاہیں۔
غرضکہ کیا کیا مصائب و اذیتیں آپ نے کفار نابکار بدکردار سے اُٹھائیں مگر صبر و سکوت
فرمایا۔ بس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب
رہے۔ اور صبر و سکوت کے موقع پر صابر و شاکر ضابط و حلیم مثل رسول اللہ مصرع

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہ کا حال قیام کریں صراحت کے ساتھ
غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں قصص الانبیا اہل سنت کی
کتاب ہے جو تمام احادیث و روایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرت کو ۴۰ برس

کی عمر میں رسالت و پیغمبری ملی یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر۔

آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنہوں نے بلا عذر و حجت آپ کی
رسالت کی تصدیق کی بعد ازاں حضرت امیر المومنین ابن عم رسولؐ علیؑ ابن ابی طالب نے
کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابو بکر صدیق ان دنوں میں یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہاں ایک راہب
جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابو بکر کو ملا اور اُن کی قوم و نسب پوچھکر بولا کہ جب تو
وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوگا بالغ مردوں میں اول سب سے تو ایمان لا
اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابو بکر مکہ میں آئے ابو جہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر
پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہاں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوئی نبوت کرتا ہی
ابو بکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ای پسر ابو قحافہ جان تو
کہ میں رسولؐ خدا اور تمام خلق کا رہنما ہوں ابو بکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

سے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سنایا ابوبکر حیران رہگئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
بتوں کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب جھگڑا کرتے دس برس آپ
مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا ہزارون طرح کی بے ادبیان
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور ساحر و مجنون و ابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب
پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے
چھ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہ ہے کہ
حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے
محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین
کرتے تمھارے جیتے جی اُن پر یہ تکلیفین ۔
امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے
سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہ کہکر کہ مین نے محمد کا دین قبول
کیا آنحضرت کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا ۔
حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین خدا مضبوط ہوگیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے ۔ بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا ۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)
جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام عزیزو اقارب کو بلاکر بتاکید ہدایت کی کہ محمد کی متابعت میں قصور مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت کو ان دونوں جلیل القدر کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لیئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرت اکثر قبائل عرب میں جاکر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہٗ مدینہ کے چند آدمی ایمان لائے اور اپنے وطن میں جاکر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی اور بیعت عقبہ وغیرہ۔
اکثر مہاجر کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ کفار نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علی مرتضیٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ و اور نکل جاؤ آنحضرت نے حضرت علی سے حال ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کرکے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔ آنحضرت ابوبکر کو لے کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ کو پہنچے سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابوبکر گھبرائے رسول خدا نے تسلی دی اُس کے گھوڑے کے پیر پہلے ہی رہ گئے۔
صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور روحیں سنو سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ امن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
مین پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہون نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ مین تم کو زندہ نہ چھوڑینگے آنحضرتؐ نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گذر کر حدیبیہ مین مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادون سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہین واسطے عمرہ کے
آیا ہون قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کرکے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دین بدیل نے قریش سے پیغام حضرتؐ کا کہا لوگون نے اُس کی باتکا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا ای محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی مین کسی نے ایسا نہین کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کئے ہین میری خاطر مین یہ گذرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہوگئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرتؐ نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتین نہ سنین اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرت اونریج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتل قریش کی لی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اُتری لقد رضی اللہ عن المومنین پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرت کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دار مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؓ لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے اور اللہ کو اِس نام سے نہین پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللھم اصحاب نہین مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یونہین لکھو بعد ازان لکھا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت کے قائل ہوتے تو نزاع کیون کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو حضرت نے فرمایا واللہ مین محمد رسول اللہ اور محمد بن عبد اللہ ہون اے علیؓ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے حضرت علیؓ نے عرض کی میری مجال نہین کہ لفظ رسالت تراشون۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ بنا دیا۔ پھر یہ شرطین تحریر ہوئین۔ حضرت اِسکے سال معہ لشکر مدینہ کو والپس جائین۔ آیندہ سال کعبہ مین داخل ہو کر عمرۃ القضا گزارین بشرطیکہ تلوارین میان کے اندر ہون۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین نہ قیام کرین۔ دس برس تک لڑائی نہ کرین۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہان کا جاوے تو اوسے ہمارے حوالے کر دین۔ جو شخص آنحضرت کیطرف کا ہمارے یہان آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ شرطین اصحاب کو سخت ناگوار گذرین اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔ بی بی عائشہ سے حسد تھین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرت حضرت زینب

دختر تک اخر ابوالعاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام مین بحالت مغلوبی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمایئے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلثہ کیسے کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب ہونے مین کیا نقص ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ باوصف قادر مطلق علی کل شئی قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر مین علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القوے سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العلمین سید المرسلین خاتم النبیین البشیر والنذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کسطرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیون جو ہر صاحب اشداء علی الکفار سے کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام مین کس غار مین پوشیدہ تھے اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپنے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت مین اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہ ہون سے مراد ہو مگر جبکہ خادم مین یہہ صفت پائی جائے تو مخدوم مین

سبد بجا اور بے القصور ہوگی پس آنحضرت نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تھے کیون نہ صلح حدیبیہ مین کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا۔ یہان تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کر دیا پھر اب کوئی یہ کہ حضرت علیؓ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرت کی رسالت اور شان و منزلت قایم نہی تو غالب علی کل غالب پر بہی اعتراض نہین ہو سکتا انصاف و ایمان شرط ہی۔

اگر رسول اللہ نے غار مین پوشیدہ ہونے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ لکھنے مین تقیہ کیا تو حضرت علیؓ نے بہی حکومت ابوبکر مین رہنے وغیرہ مین اُسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالے نے قوم عاد پر بہیجا وہ سنگدل بت پرست تہی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تہا اور کافرون کے خوف سے اپنا ایمان چہپاتا تہا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علحدہ ہوگئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیم۔ بموجب حکم وحی الہی آپ نے مع اپنی معظمہ بی بی سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر مین حضرت سارہ کے حسن و جمال کی لوگون نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچہا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہی مین اسکو

کیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ
بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا اس لیے حیلہ کرکے فرمایا کہ یہہ
عورت میری بہن ہے اسطرح اُس ظالم بددین کے ظلم سے بچے اُس مردود
نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف
ہاتھ دراز کیا اور مخلوب العقل ہوکر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی
دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے
تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے -
اب دیگر انبیا کا حال مختصر سنو - کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے
اور اُنکی طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہوکر اکثر اوقات وظائف اور طاعت
خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو
مد نظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعض متابعت حضرت
شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت
سے بعضے تو راہ راست پر آئے او اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے
۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت
شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا
مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پہ قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت مین مصروف رہے کفار فجار مین ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہرچند کہ جناب الٰہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کے ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہوجاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہرچند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدمستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منھ پھیرتے۔ پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیم کو نمرود مردود نے آگ مین ڈلوادیا وہ آگ خدا کے فضل سے
گلزار ہوگئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔
حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ
ونصایح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جو کوئی مہمان
آپکے مکان پر آتا کفار نابکار اوسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہوگئے اور قوم کے غارت
ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتون کے بصورت اطفال حسین وجمیل آئے
حضرت لوط نے مجبورہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کردی وہ لوگ چڑھ
دوڑے آپ نے بحالت اضطرار وانتشار فرمایا میری بیٹیان حاضر ہین مگر مہمانون سے
مزاحم نہو پھر آپ معہ اپنے مومنون کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر مین آپ کی خرید و فروخت ہوئی
زلیخا اور اُن کی مجلس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ مین ڈلوادیا
بارہ برس تک آپ جیل خانہ مین رہے۔ انہین عورات مکار کو کیا دے سے آنحضرت نے
بی بی عائشہ وحفصہ کو مناسبت و مشابہت فرمائی ہے۔ ان کیدکن عظیم۔
حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت درد انگیز اُن کے رنج وتعب صبر و شکیبائی کی
روایت جانگداز مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود و قوم ملعون کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا
اٹھائی جسمی وروحی تکلیفین جو آپ کو پہونچین اُن کی شرح مین مجال دم زدن نہین روح کو
صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔
حضرت شعیب اہل مدین واصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک بڑی
گروہ تھے یہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کھوٹے روپیہ اشرفیان

بہلاتے تھے آپ ہر چند راہ راست دکھانے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے
غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ ان پر ایمان لائے مگر اس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے
آبائی دین پر قایم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان انکی علو مرتبت اور بلندی منزلت
کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور
قبطیوں کی تکلیف دہی وآزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے
خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرئیل کے عوض آزار دینا ایک
قبطی کو آپ نے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کی طرف
چل دیے۔

حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریوں کے پانی پلانے کے انتظار میں کنوین پر تھیں
کوئی پانی نکالنے والا ان کی بکریوں کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریوں کو
سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریاں دس سال تک
حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسیٰ نے
وہاں رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لے کر چلے راہ میں آگ کی تلاش ہوئی
اک نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین وانا ربک یا موسیٰ۔ اور
آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسیٰ نے
عرض کی میری زبان میں لکنت ہے ہارون میرے بھائی کو کہ فصیح البیان ہے میرا
شریک کر اور میرا وزیر بنا یہ آرزو پوری ہوئی حضرت موسیٰ نے بوجہ بڑا ہونے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو شمن کو وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملائم گفتگو نرم کے کرو۔ آمنے ... پہنچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدھا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل میں گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجدھار میں پہنچا پھر جوش زن ہوا لشکر غرق ہو گیا۔ بعدہ اپنی امت کو حضرت ہارون کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے یہاں امت باغوائے سامری مردود گو سالہ پرست ہو گئے حضرت موسیٰ طور سے واپس آئے یہاں نیا کرشمہ دیکھا حضرت ہارون سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا اسے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل ذبح ہونے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون کی دعا قبول پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکوٰۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اُسکا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسیٰ سے اسکا کہنا نہ مانا آپ کو غصہ آیا اور درگاہ میں عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار۔

ہو کر جنگل مین قید ہو گئے حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع و کالب عمالقہ کی طرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پھرے کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام و تفہیم سے راہ پر آئین ۔
ان سے ملکر بہت کچھ سمجھایا بجھایا مگر انہون نے لڑائی پر دل نہ دھرا
جب کھانے کو باقی نہ رہا تو رونے چلانے حضرت موسیٰ تنگ ہوئے کہ
ان سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہو گئی۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور ان لوگون کی تلاش کرو جو مصر سے نکلتے
وقت حاضر تھے مگر بجز یوشع و کالب کے کوئی باقی نہ تھا غرض آپ نے باقی ماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور کاتبون سے توریت کے نسخے لکھوائے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو ان کا محکوم بنا کر
نہایت تاکید کے ساتھ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسیٰ نے یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کا فر سے صلح کر لی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرقیل حسب وصیت کے
بعد دیگرے وصی و خلیفہ مقرر ہوئے ۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہو گئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے ۔
احکام توریت نسیاً منسیاً کر دئے بادشاہ شہر بعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تہا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اونکے خوف سے پہاڑ مین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدۂ حضرت الیسع کے گہر مین رہے۔

جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذری تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی نظر سے محجوب ومستور کردیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کر گئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔

حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑہکر شریعت موسوی پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچہا ہوا۔ بنی اسرائیل کبہی اونکی متابعت کرتے کبہی مخالفت اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخر الامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کرکے گروہ مقدس ملاء اعلےٰ مین شامل ہوگئے حضرت ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تہے بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تہی ایکمرتبہ بعد شکست ایکسو آدمی علما وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا بسیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت انکو مجھے سپرد کرو مین اون کا کفیل

ہوئیں۔ بادشاہ نے سپرد کر دیے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے۔ اس سبب سے ان کا نام ذوالکفل مشہور ہوا۔

حضرت اشمویل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہیں اُن سے لڑ کر واپس لائینگے۔ ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشمویل نے بنی اسرائیل کو خبر دی اُنہوں نے اپنا ننگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے۔ طالوت تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤد نے جالوت کو مارا۔ بعد شہادت طالوت حضرت داؤد کو نبوت اور سلطنت اشمویل و طالوت کی ملی۔ پھر حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق۔

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں مبعوث ہوئے لوگوں کو دین موسوی کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت کی تکذیب کی اور دست و زبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا۔ آپ مع اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز میں تم پر عذاب نازل ہوگا خوف نے آثار عذاب نازل کیے لوگ جمع ہو کر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگوں کا حال دریافت کرنے کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہو گیا اب جاؤ گے

تو تمھین ہوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم میں بند کئے گئے۔

حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت کرتے رہے۔

حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ جب آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرو ن حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے نکالدیا جاویگا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوے ندیا اور اسی باعث وہ شہید کئے گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ میں حاضر کیا گیا۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ملا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی دعوت کرو ہرچند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔ مگر انھون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین موسےٰ کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند دہقانی آپ پر ایمان لائے بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا دیکھو سیان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہتے ہین اُن کی محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُمت پر حکم ناحق جاری ہونا کیا قرآن منافی

و تکلیف دہی و نافرمانی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو لغو و باللہ منہا داغ لگ سکتا ہے ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تہی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و رسالت مگر انہین باتون مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف جہاد لسانی پر دار و مدار رکہا۔ دیکہو حضرت موسے و ہارون کو حکم ہوا کہ تبلیغ رسالت ساتہہ کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو۔ اور یہہ بہی واضح ہو کہ ابتدائے آدم تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تہا کہ مجمع و شورہ کر کے کسیکو اپنا خلیفہ یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین دیکھو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اون پر بادشاہ بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کیطرح وہ نہ کر سکتے تہے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنالیوین۔ مگر نہین وہ اس امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تہے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روئے زمین پر قتل و قمع کر کے اسلام پہیلاؤ۔

اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تہا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تہی - مگر دیکہو صلح حدیبیہ کا حال باوجودیکہ ہزار آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبہی ابتدائے اسلام مین بہی یہہ

گئی پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ہشام بن محمدؒ سے روایت ہے کہ جب فریقین بعد حرب و ضرب صفین و کارسازی ابوموسیٰ اشعری و عمرو ابن عاص کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہو گئے عبداللہ ابن عباس خوارج کے پاس گئے اور وجہہ انحراف پوچھی اونہون نے لکھا کہ علی نے اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کر لیا اور وہ کافرونکا سردار ہو گیا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے یہہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے۔ بہرکیف ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ ہر جا مرکب توان تاختن ۔۔۔ کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک عجم فتح ہوا حضرت شہربانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے تو امام کے بعد دیگرے کی پیدائش ہے تو معاذاللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ہم نے تاریخ روضۃ الصفا سے جسپر بیان جوہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکہا ہے باب پیدائش حضرت زین العابدین کلہا ہے کہ حضرت شہربانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیرؑ اوس لشکر کے ساتھ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت امام نے تمیز خاص نہ عام کے لئے حضرت شہربانو کے گلے مین ایک پٹکا یا پرتلہ

زرین ڈلوا دیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین
اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب
کیا اور یہی روایت سچ اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے
عہد مین حضرت شہر بانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ
ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر
فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہئے
قیمت تشخیص کر دو جوادا کرے اوسکے حوالہ کرو چنانچہ خلیفہ ثانی نے راے
جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہر بانو کی قیمت
دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کر دیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تھا
نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مد نظر ہوا اور معاذاللہ وہ
کنیز تصور نہوئین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت
مین غلام و کنیز نہین ہو سکتے۔ گوہر اگر در خلاب آفتد ہمان گوہر است سے

بیناے رقومات ہنر چاہئے اسکو سودا ہے جواہر کا نظر چاہئے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بنی امیہ کا ہے جسکی سنت اب تک ادا کی جاتی
تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکھا ہے۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام
بن عبدالملک کے دربار مین گئے کوئی جگہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس ایک
کسی بری جگہ مین بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے
لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو وے تو ہم سے سلطنت
مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیزک زادہ ہو کر اختلاف و تنازع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہمیں کر پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر چاہے تو مین کہون
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
یہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے منکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجہے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھہ کہڑے ہوئے اور یہہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے موت مین آرام وچین ہے اور موت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دان اس زمانہ کو بہی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچہہ نشان نہ ملے گا اور
اونکی سب خاک اڑ جائیگی۔

اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر حضرت
ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کردیا اور اونکو شرف دامادی بخشا۔
جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض
افترا ہے۔ بالفعل ایک کتاب کنۃ مختوم فی عقد ام کلثوم مصنفہ سید اظہر علی
صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکہنؤ مین طبع ہوئی ہے اوسے دیکہنا چاہیے
جسمین کل روایات سنی وشیعہ معہ دلائل وبراہین قاطع درج ہین۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث وقطع اللسانی
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیبی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام
مقدس زینب ورقیہ وام کلثوم ہے ابوالعاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ وام کلثوم

کو عتبہ پسران ابو لہب کے ساتھ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابو لہب
کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۃ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابو لہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالۂ عقد
ابو العاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن و شوہر مین تفریق
نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے
اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا بھی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہو سکے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جنکو ذو النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابو العاص تا حیات خود و حیات زینب
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد میں ہین ذو النورین کے لقب
سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جائے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسول خدا کے عقد کرنے سے ذو النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ بینو کہ مشرک بھی اگر ذو النورین
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہوئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذو النورین ہوئے پس جسمین ایسے
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطراب کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذائے آنحضرت ہوئے تو خداتعالے نے قل یاایہا الکافرون مین
صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر
پس خیال کرنا چاہیے کہ رسول اللہ دین خدا جاری کرنیکے گمراہون کو راہ خدا بتانیکو مبعوث
ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف
کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو بھی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا۔ پھر خداوند جل وعلے
فرماتا ہے لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتھون سے تہلکہ مین۔ پھر خوف
کفار قریش سے آنحضرت کو غار مین پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت نے
صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کرلی اور رحمان ورحیم
اسمائے صفاتی و اپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کردیا۔ بحالت
مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابوالعاص مشرک سے جدا نہ کرسکے
حالانکہ لاتنکحوا المشرکین نازل ہوچکا تھا۔
آخر دم حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی
عائشہ سے نکرسکے۔ منافقین امت کو باوصف بررو منافقت علانیہ سزا نہ دیسکے۔ پھر حضرت
ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی
حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپاتا تھا
مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسیٰ خوف جان
حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے۔ انکو بھاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان
حالات و واقعات کو تقیہ کہوگے یا اور کچھ اہل سنت کی کتابون مین بھی تقیہ اور توریہ
دونو لکھے ہین اور جائز سمجھے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین۔ کتاب الابد باب تقوی فصل پانچوین
مسئلہ جہوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے
راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جہوٹ بولنا
ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے مسئلہ۔ رشوت دینے
والا اور رشوت کہانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے
رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جسکا شیخ سعدی نے بہی ترجمہ کیا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز
بہ از راست فتنہ انگیز۔

آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف واندیشہ سے بعض فقرے
والفاظ فرما دے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ ومامون رہین۔ مصرعہ
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

بجز جو تہلکہ و اندیشہ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسینے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے
مگر ہان جب تک خوف جان واندیشہ تہلکہ رہے درست وجائز ہے اسمین کسیکو ہ

دہم۔ ندان نہایت۔
یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جو ہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال
ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جو ہر کج فہم سے اگر اسپر بہی جو ہرا پنے بہائیون
خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو نواصب کے ساتھ دینے سے جو روز بد دیکھنے نصیب
ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان وہم مشرب ہونے سے پہر کہین زیر بجا دینگے۔ نہ گہاٹ
کے نہ گہر کے خوب یاد رہین
مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین محذوبانہ بڑ اور

عوام ارذال کا ہیکڑ نہو در عرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔
افسوس ہے یہہ زمانہ صلح و صلاحیت اتفاق و اتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق و نارو
چھیڑ چھاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل و نقل ایسے
لکھدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے
کے چارہ نہین اور طرہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بھی ہوتا ہے جہلاے قوم
صبر و سکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے
نازک وقت مین ان باتون کا کیا ذکر۔ تیرہ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جھگڑے ہوتے
چلے آتے ہین۔ باہمی بات کیا نکلے گی جس سے کچھہ فایدہ ہو بجز اسکے بغض و عداوت
روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق و مخالفت و عداوت و بغض کی
ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نا اتفاقی کا خون ہوگا جواب دینیوالے گویم مشکل وگر
نگویم مشکل مجبور رہین۔ فقط

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ وکیل آگرہ متوطن
قصبہ چھپرسرو میرزا نثار حسین صاحب مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کے شکر گذار ہین
جنہون نے بکمال عنایت دلی و لطف قلبی اس رسالہ کی نقل و طبع کا اہتمام
اپنے ذمہ قبول فرمایا ہمنے حق تالیف و تصنیف رسالہ ہذا جناب مرزا نثار حسین صاحب
مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کو برضا و رغبت خود معاف کیا اونکو طبع و فروخت رسالہ
ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم ابطال
تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھہ جہان تک زبان نے یاری دی لکھا
ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین و بہتین
نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کئے ہین جنکے لکھنے و نقل کرنے
سے روح کانپتی ہے اچھا خاصا بہلا چنگا جو بھی بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب
آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اوراس رسالہ مین
نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھہ لے ۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب لکھے ہین کوئی خلاف
کوئی روایت کوئی قول اپنے بیان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے
اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکھا ہے وہ البتہ بیان کئے ہین اور کتابونکا
حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہون اور مصداق
الحق مر حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان مندرجہ
کتب خود نہ دیکھہ سکین اور خواہ نخواہ رنج کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکھین کیونکہ ہمکو
اپنے بھائیون کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ بادا
جوہر کی تحریر دیکھہ کر دہوکے مین نہ آجاوین اور وساوس شیطانی سے محفوظ
رہین اور اپنے یہان کے علما و صلحا ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے
التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجھے مناظرہ کے میدان
مین قدم رکہنا زیبا نہ تہا مگر جوہر کج فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مین مجبور ہوا
کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینا بہی مقصود